رمضان کریم

رمضان کی تیاری

افادات

حضرت اقدس مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم

شیخ الحدیث وسابق صدر مفتی جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین، ڈابھیل

تہذیب وتحشیہ

مفتی ندیم احمد حفظہ اللہ

صدر ومفتی الفلاح انٹرنیشنل فاؤنڈیشن

الفلاح انٹرنیشنل فاؤنڈیشن

www.afif.in

Al Falah International Foundation

کتاب

رمضان کی تیاری

وعظ

حضرت مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم العالیۃ

شیخ الحدیث وسابق صدر مفتی جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین، ڈابھیل، گجرات

تہذیب وتحشیہ

مفتی ندیم احمد حفظہ اللہ

صدر ومفتی الفلاح انٹرنیشنل فاؤنڈیشن

ناشر

الفلاح انٹرنیشنل فاؤنڈیشن، ممبئی

www.afif.in

□ **پیش لفظ**	07
○ جیسی تقریب ویسی تیاری	10
○ اللہ تعالیٰ کے یہاں رمضان کا اہتمام	11
○ بھوک اور بیداری ٹریننگ کا گُر	12
○ رمضان کا اہتمام اور حضور ﷺ	14
○ امت پر حضور ﷺ کی شفقتیں	15
○ دعائیں حدیثِ پاک کا نچوڑ	18
○ ایک چیز کی تڑپ	18
○ دو مہینے پہلے سے ذہن سازی	20
○ عظمت و بزرگی والا مہینہ	21
○ رمضان کے اعمال	22
○ اس مہینے کو وصول کرنے کا اہتمام کریں	22
○ انسان اور فرشتوں کی عبادت میں فرق	23
○ اختیار کے استعمال پر انعام اور سزا	24
○ جنت میں ٹھکانا	25
○ حساب و کتاب کے استحضار کی قیمت	26

○ جنت کی نعمتوں سے فایدہ انسان کے لیے	26
○ کمال کی چیز	28
○ روزہ تو ہمارے حق میں عبادت ہے	28
○ عبادت کے اندر قیمت آئی	29
○ صلاحیت کے مطابق لذت	30
○ انگلی دی تو پہُنچا پکڑ لیا	32
○ اجازت کا غلط فایدہ	34
○ مشغولی کے بعد یکسوئی کا حکم	35
○ حضرت مولانا الیاس صاحبؒ کا معمول	36
○ میرے دل پر بھی بادل سے آجاتے ہیں	36
○ ایک مہینہ میرے لیے فارغ کرلو	37
○ دل کا میل سمجھ میں نہیں آتا	38
○ اپنے کاموں کا نظام بنائیے	39
○ روزہ تو تقویٰ آنے کا راستہ ہے	39
○ روزے کی حقیقت	40
○ تقوے کی پہلی سیڑھی	42
○ روزہ اسلام لانے کا سبب بنا	43

❍ عبادت کی حقیقت	46
❍ روزہ نہ لگنے کا علاج	47
❍ اسی کا نام تو تقویٰ ہے	49
❍ بد پرہیزی سے بچو	49
❍ دعا	51

❑❖❑

رمضان آیا مومنو!

ندیم احمد انصاری عاملؔ

رحمت کی چادر تان کر رمضان آیا مومنو
بخشش کرانے آپ کی رمضان آیا مومنو
جنّت سجی ہے دھوم ہے رمضان آیا مومنو
بن کر سرا پا مغفرت رمضان آیا مومنو
سارے شیاطیں قید ہیں دوزخ کا منہ بھی بند ہے
کر لو عبادت رب کی اب، رمضان آیا مومنو
روزہ تلاوت میں رہو تم مُنہمِک اے مومنو
دینے سبق تقوے کا پھر رمضان آیا مومنو
اِفطار میں تم خوش رہو،جنّت ملے گی، اس سبب
جنت میں لے جانے تمھیں، رمضان آیا مومنو
اِک رات ہے اس ماہ میں عظمت فضیلت سے بھَری
دینے تمھیں وہ رات بھی، رمضان آیا مومنو
مالک کا یہ احسان ہے، موقع دیا ہم آپ کو
رحمت کی چادر تان پھر،رمضان آیا مومنو
کر لو دعا اپنے لیے،عاملؔ کو بھی دو یہ دعا
جنّت کا ہو پروانہ جو، رمضان آیا مومنو

پیش لفظ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم، أما بعد:

استاذ الاساتذہ، استاذی و مرشدی، حضرت مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم العالیۃ بالصحۃ والعافیۃ کا ایک قیمتی وعظ-رمضان المبارک کی فضیلت اور اس کی وصول یابی کی ترغیب پر مشتمل ’رمضان کی تیاری‘ کے نام سے بار بار چھپتا رہا اور عوام وخواص اس سے استفادہ کرتے رہے ہیں۔ چند سال قبل (۲۰۱۹ء میں) ہم نے اس کی تخریج وتہذیب کے بعد ’ماہِ محمود یا رمضانیات‘ نامی کتاب میں شایع کیا تھا، اب افادۂ عام کی غرض سے یہ تخریج شدہ رسالہ مستقل طور پر نشر کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول ومقبول فرمائے اور حضرت دامت برکاتہم کے فیوض وبرکات کو عام وتام فرماتا رہے۔ آمین یارب العالمین

العبد ندیم احمد عفی عنہ

الفلاح انٹرنیشنل فاؤنڈیشن، ممبئی

۱۶/شعبان ۱۴۴۶ھ = ۱۵/فروری ۲۰۲۵ء

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَ نُؤْمِنُ بِهٖ وَ نَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَ بَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْماً كَثِيْراً كَثِيْراً.

أعوذ بالله من الشيطان الرجيم.

بسم الله الرحمن الرحيم.

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾[1] وقال تعالىٰ : ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾[2]

---

[1] البقرة:185 ندیم

[2] البقرة:183 ندیم

محترم حضرات!

رمضان المبارک کا مہینہ اب بہت قریب آچکا ہے اور آج اسی مناسبت سے چند باتیں عرض کروں گا۔

جیسی تقریب ویسی تیاری

رمضان کا مہینہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ جو چیز جتنی زیادہ اہم اور قیمتی ہوا کرتی ہے، اس کا اتنا ہی زیادہ اہتمام کیا جاتا ہے۔ مثلاً کسی کے یہاں کوئی تقریب ہو تو جیسی تقریب ہوتی ہے اسی مناسبت سے اس کے لیے تیاریاں کی جاتی ہیں۔ کسی تقریب کی تیاری دو چار روز پہلے ہوتی ہے، کسی کی آٹھ دس روز پہلے، کسی کی ہفتوں پہلے اور کسی کی مہینوں پہلے۔

کوئی بڑی شخصیت آنے والی ہو، مثلاً وزیرِ اعظم کا سورت میں دورہ ہونے والا ہو تو وزیرِ اعظم کے دورے کی مناسبت سے اس کے استقبال کے لیے شہر کے اندر کچھ اصلاحات کی جاتی ہیں۔ اس کی زیب وزینت کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اور بناؤ سنگھار کیا جاتا ہے، اور طرح طرح سے تیاریاں کی جاتی ہیں۔ تو جو شخص جتنی اہمیت اور توجہ کے قابل ہوتی ہے، اسی مناسبت سے اس کے استقبال کی تیاریاں بھی ہوا کرتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے یہاں رمضان کا اہتمام

رمضان المبارک کا اللہ تبارک وتعالیٰ کے یہاں بھی بڑا اہتمام ہوتا ہے اور نبی کریم ﷺ نے بھی مختلف طریقوں سے اس کی اہمیت کو امت کے سامنے واضح فرمایا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے یہاں اس کا اہتمام ہونا تو اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: رمضان المبارک کے لیے جنت کو مزین کیا جاتا ہے اور ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک سنوارا جاتا ہے۔ یعنی ایک رمضان ختم ہونے سے لے کر دوسرا رمضان شروع ہونے تک پورے گیارہ مہینے، آنے والے رمضان کی خاطر جنت کو مزیّن کیا جاتا ہے۔ ویسے جنت تو ایسی جگہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کون سی نعمت اور خوبی ایسی ہوگی جو وہاں نہ ہو ﴿وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِيَ أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ○﴾[۱] جو تمہارا جی چاہے، وہ ساری چیزیں وہاں موجود ہیں۔ اور وہاں تو ایسی ایسی چیزیں ہیں کہ حدیثِ پاک میں آتا ہے: مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ۔﴿[۲]﴾ یعنی نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا۔ بلکہ کسی کے دل میں اس کا تصور اور خیال تک نہیں آیا۔

---

[۱] فصلت: 31 ندیم

[۲] بخاری: 4780 ندیم

یعنی ہماری خیالی پرواز جتنی ہوسکتی ہے اس سے بھی بہت زیادہ جنت کے اندر موجود ہے۔ حالاں کہ جنت تو پہلے ہی سے مزین، بنی بنائی، سنوری سنواری موجود تھی، اس کے باوجود اللہ تبارک وتعالیٰ رمضان المبارک کے لیے سنوارتے اورمزین کرتے ہیں۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ رمضان المبارک کا اللہ تبارک وتعالیٰ کے یہاں کیسا اہتمام ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ شیاطین مقید کر دیے جاتے ہیں۔ بہر حال! قدرت کی طرف سے یہ سب اہتمام کیے گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ چاہتے ہیں کہ اس مہینے میں میرے بندے ساری چیزوں سے کٹ کر میری طرف متوجہ ہو جائیں۔ اسی لیے تو وہ سارے اسباب جو اس راہ میں رکاوٹ بن سکتے تھے، ان کو دور کرنے کا قدرت کی طرف سے انتظام کیا گیا۔

بھوک اور بیداری ٹریننگ کا گُر

شیطان رکاوٹ بن سکتا تھا تو حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ شیاطین کو مقید کیا جاتا ہے، اس کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دی جاتی ہیں۔ نفس رکاوٹ بن سکتا ہے، تو اس کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ انتظام کیا کہ روزہ رکھو۔ روزے میں آدمی بھوکا پیاسا رہتا ہے۔ رات کو تراویح میں بیداری ہوتی ہے۔ آدمی کی قوتِ بہیمیہ (حیوانی قوت) کو روزے کے ذریعے باندھ دیا جاتا ہے۔ اس کو قابو میں

رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے اور شیطانی قوت بھی اس سے قابو میں آتی ہے۔

حدیثِ پاک میں آتا ہے: ان الشیطان یجری من الانسان مجری الدم، ألا! فسدوا مجاریه بالجوع۔[۱] شیطان انسان کی رگوں میں ایسے حرکت کرتا اور گھومتا ہے جیسے خون۔ خون جس طرح رگوں میں دوڑتا ہے، اسی طرح شیطان انسان کے اندر پیوست ہو کر اپنے اثرات ڈالتا ہے۔ حضور پاک ﷺ فرماتے ہیں: اس کے ان راستوں اور ناکوں کو بھوک کے ذریعے بند کردو۔ لہٰذا شیطانی اثرات کو بھی دور کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور حیوانی وبہیمی اثرات کو بھی دور کیا جاتا ہے۔ اسی لیے بھوکا اور پیاسا رکھا جاتا ہے۔ جیسے شکاری جانور کو اگر شکار کے لیے سدھانا ہو تو اس کو سدھانے کے واسطے بھوکا رکھا جاتا ہے۔ آپ نے سرکس (circus) کے اندر درندے دیکھے ہوں گے۔ ان سے باقاعدہ کھیل کرایا جاتا ہے اور اس کے لیے ان کو ٹریننگ دی جاتی ہے۔ ان کو ٹرینڈ کرنے کے لیے دو چیزیں کی جاتی ہیں: (۱) ایک تو ان کو بھوکا رکھتے ہیں اور (۲) دوسرے بیدار رکھتے ہیں۔ بیداری اور بھوک کے نتیجے میں وہ قابو میں آجاتے ہیں۔ اگر کھانا کھلا دیا اور آرام مل گیا تو پھر وہ کسی کے قابو میں نہیں آسکتے۔

اسی طرح وہ ساری رکاوٹیں جو بندے کو اللہ تبارک وتعالیٰ سے دور کرنے

---

[۱] احیاء العلوم: 1/267	ندیم

والی تھیں، اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ رشتہ قائم کرنے کے لیے جو چیزیں رکاوٹ بنتی تھیں، ان کے سارے راستے بند کر دیے گئے۔ گویا اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ ان دِنوں میں اور اس مہینے میں بندے مجھ سے جُڑیں۔ ان کا ایک خاص ربط اور تعلق اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات سے قائم ہو۔

رمضان کا اہتمام اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس مہینے کی اہمیت مختلف طریقوں سے امت کے سامنے پیش فرمائی۔ ویسے تو آدمی جب ہر مہینے کا چاند دیکھے تو دعا سکھلائی گئی ہے۔

هِلَالُ خَيْرٍ، وَرُشْدٍ[۱] کہ یہ آنے والا چاند بھلائی اور ہدایت لے کر آوے۔ اور یہ دعا بھی کی جائے: اَللّٰهُمَّ أَهْلِلْهُ عَلَيْنَا بِالْيُمْنِ وَالْإِيمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ رَبِّي وَرَبُّكَ اللهُ[۲] اے اللہ اس مہینے کے چاند کو ہمارے اوپر امن و ایمان کے ساتھ اور سلامتی کے ساتھ اُگا۔

---

[۱] حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، أَنَّهُ بَلَغَهُ "أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كَانَ إِذَا رَأَى الْهِلَالَ، قَالَ: "هِلَالُ خَيْرٍ، وَرُشْدٍ هِلَالُ خَيْرٍ، وَرُشْدٍ هِلَالُ خَيْرٍ، وَرُشْدٍ آمَنْتُ بِالَّذِي خَلَقَكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ يَقُولُ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي ذَهَبَ بِشَهْرِ كَذَا، وَجَاءَ بِشَهْرِ كَذَا. [ابوداود:5092] ندیم

[۲] عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: كَانَ إِذَا رَأَى الْهِلَالَ قَالَ: اَللّٰهُمَّ أَهْلِلْهُ عَلَيْنَا بِالْيُمْنِ وَالْإِيمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ رَبِّي وَرَبُّكَ اللهُ. [ترمذی:3451] ندیم

یعنی آنے والا یہ مہینہ ہمارے لیے ساری خوبیاں اور نعمتیں لے کر آوے۔ ویسے تو ہر مہینے کا چاند جب دیکھا جائے اس وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے۔ نبی کریم ﷺ نے ہر موقع کی دعا بتلائی۔ یہ بھی نبی کریم ﷺ کی امت پر نہایت درجے شفقت ہے، کیوں کہ آنے والا وقت آدمی کے لیے کیا حالات لے کر آتا ہے یہ معلوم نہیں۔ اس لیے نبی کریم ﷺ نے یہ دعا سکھلائی کہ اس دعا کا اہتمام کریں تاکہ اس کی برکت سے اگر حالات دیگر ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کو آسان کر دے۔ یہ تو ہماری بدقسمتی کی بات ہے کہ ہم ان چیزوں کا اہتمام نہیں کرتے۔

امت پر حضور ﷺ کی شفقتیں

کوئی آدمی نیا کپڑا پہنے تو اس وقت کی دعا بتلائی۔ اس لیے کہ یہ نیا لباس آدمی کے لیے کیا خیر اور کیا شر لے کر آنے والا ہے، یہ معلوم نہیں۔ حضور ﷺ نے دعا تلقین فرمائی: اَللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ، أَنْتَ كَسَوْتَنِيهِ، أَسْأَلُکَ خَيْرَهُ وَخَيْرَ مَا صُنِعَ لَهُ[1] اس میں جو بھلائی ہو اور جن مقاصد کے لیے استعمال ہوتا ہے، ان میں سے اچھے مقاصد کا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ اور جو برائی ہو اور جن مقاصد کے لیے استعمال ہوتا ہے، ان میں جو برے مقاصد ہیں ان سے میں تیری پناہ چاہتا ہوں۔

---

[1] عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا اسْتَجَدَّ ثَوْبًا سَمَّاهُ بِاسْمِهِ، عِمَامَةً، أَوْ قَمِيصًا، أَوْ رِدَاءً، ثُمَّ يَقُولُ: اللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ، أَنْتَ كَسَوْتَنِيهِ، أَسْأَلُکَ خَيْرَهُ وَخَيْرَ مَا صُنِعَ لَهُ، وَأَعُوذُ بِکَ مِنْ شَرِّهِ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ. [ترمذی: 1767] ندیم

لباس پہن کر آدمی کبر اور غرور میں مبتلا ہوسکتا ہے۔ دوسرے کی تحقیر کرسکتا ہے۔ لباس پہن کر یوں سوچ سکتا ہے کہ کوئی عورت مجھے دیکھے۔ میری زینت کی طرف توجہ کرے۔ اگر ایسی نیت ہوئی تو حدیثِ پاک کے اندر اس پر لعنت آئی ہے۔ گویا ان ساری برائیوں سے پناہ چاہی گئی اور خیر مانگی گئی۔ سواری کا جانور آوے، تو دعا سکھائی گئی؛ جس خیر کے لیے پیدا کیا گیا، وہ عطا فرما۔ اسی طرح کوئی آدمی نئی گاڑی لے کر آوے تو بھی یہی دعا کرے۔ ہم گاڑی تو نئی لے آتے ہیں لیکن ان دعاؤں کا اہتمام نہیں کرتے، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ حادثات اور مصائب کا شکار ہوجاتے ہیں۔

بہرحال! حاصل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی نہایت درجہ شفقت ہے کہ ہر موقع ہر دعا سکھلائی۔ آدمی ایک وقت اور زمانے سے دوسرے زمانے میں منتقل ہورہا ہے۔ جیسے رات گذری اور دن میں داخل ہورہا ہے، دن ختم ہوا اور رات میں داخل ہورہا ہے، تو دعا سکھلائی۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہورہا ہے، مثلاً گھر میں داخل ہورہا ہے، تو دعا سکھلائی۔ گھر سے باہر نکل رہا ہے، تو دعا سکھلائی گئی۔ مسجد میں داخل ہورہا ہے، تو دعا سکھلائی گئی۔ مسجد سے باہر نکل رہا ہے، تو دعا سکھلائی گئی۔ بیت الخلا میں داخل ہورہا ہے، وہاں سے باہر نکل رہا ہے، تو دعا سکھلائی گئی۔

بازار میں جارہا ہے،تو دعا سکھلائی۔ بازار میں جا کر جو حالات پیش آنے والے ہیں، اس کے مناسب دعا بتلائی۔ بیت الخلا میں جا کر جن حالات سے دوچار ہونے والا ہے اور جن مصیبتوں کا وہاں امکان ہوسکتا ہے، ان سے بچنے کی دعا سکھلائی گئی۔ مسجد میں داخل ہوکر جو بھلائیاں حاصل کرسکتا ہے اس کے حاصل کرنے کی دعا سکھلائی۔ مسجد سے نکل کر جن مصیبتوں میں گرفتار ہوسکتا ہے، ان سے بچنے کی دعا سکھلائی اور مسجد سے نکلنے کے بعد بھی جو بھلائیاں حاصل کرسکتا ہے، اس کی بھی دعا سکھلائی۔ دونوں باتیں اس میں آ گئیں۔

مطلب یہ ہے کہ ہر موقع کی دعائیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکھلائیں۔ گویا ان حالات میں جو جو چیزیں پیش آسکتی ہیں پہلے سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سارے خیر کے اور حفاظت طلب کرنے کے اقدامات بتلا دیے۔ اور ساتھ ہی ساتھ ان دعاؤں کے ذریعے بندے کا کانٹیکٹ (contact) اور رشتہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم کیا۔ جب ہر موقع پر دعا کرے گا تو دل میں سوچے گا کہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے ہوں، اور ہر لمحہ آدمی اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوگا۔ اس کی کوئی حالت ایسی نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کی طرف متوجہ نہ ہو۔ ایسا نہیں ہے کہ صرف نماز پڑھ رہا ہے تو اس کا دھیان اللہ تعالیٰ کی طرف رہے، نماز کے علاوہ بھی ہر موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعائیں سکھلا کر بندے کا رشتہ اور تعلق دائمی طور پر اور چوبیس گھنٹے کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ جوڑ دیا۔

دعائیں حدیثِ پاک کا نچوڑ

علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں: ’یہ دعائیں حدیثِ پاک کا نچوڑ اور خلاصہ ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی ساری تعلیمات ان دعاؤں کے اندر آ گئیں‘۔

ایک چیز کی تڑپ

بہرحال! حضور اکرم ﷺ نے نئے چاند کو دیکھتے وقت جو دعائیں بتلائی ہیں وہ تو اپنی جگہ پر ہیں، لیکن ساتھ ہی ساتھ رجب کے مہینے کا چاند دیکھے تو ایک زائد دعا بھی بتلائی: اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ رَجَبَ وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ [۱] اے اللہ تو ہمارے لیے یعنی ہماری عمر میں رجب وشعبان کے مہینے میں برکت دے اور ہم کو رمضان تک پہنچا دے۔ گویا ابھی رمضان کا مہینہ آنے کے دو مہینے باقی ہیں اور پہلے ہی سے دعا کے ذریعے بندے کے دل میں ایک چیز کی تڑپ اور طلب پیدا کی جا رہی ہے۔ اتنا مبارک مہینہ آنے کو اب تو صرف دو ہی مہینے باقی رہ گئے ہیں۔ اے اللہ جب دو مہینے ہی باقی رہ گئے ہیں تو کہیں ایسا نہ ہو کہ اس مبارک مہینے کی برکتیں حاصل ہونے سے پہلے ہی میرے لیے دنیا سے رختِ سفر باندھنے کی گھڑی آ جائے۔ اے اللہ مجھے موقع دے، مجھے اتنی زندگی دے کہ اس مہینے کو پا لوں، اس کی برکتیں حاصل کر لوں۔

---

[۱] عمل الیوم واللیلۃ، لابن السنی: 659، شعب الایمان للبیہقی: 3815　　ندیم

یہاں غور فرمائیے کہ زندگی کی دعا منگوائی گئی۔ جیسے بوڑھی عورتیں کیا کرتی ہیں کہ اے اللہ بیٹے کی شادی ہو جائے، اس کے بعد دنیا سے اٹھانا! پھر دعا کرتی ہیں کہ اس کے یہاں بیٹا ہو جائے اس کے بعد جانا ہو! جب پوتا ہو گیا اس کے بعد دعا کرتی ہیں کہ اے اللہ اب ایسا موقع دے کہ پوتے کی شادی دیکھ کر جاؤں۔ اس طرح دعائیں کرتی رہتی ہیں اور پھر جب پوتے کی شادی ہو گئی تو اب کہتی ہیں کہ اس گھر جھولا جھولتا ہوا دیکھتی جاؤں۔ گویا اس طرح دعائیں کر کے ویزا کی مدّت بڑھاتی رہتی ہیں۔ گویا ایک نعمت جو گھر میں آنے والی ہے اس کو حاصل کرنے کے لیے وہ تمنا کرتی ہیں کہ یہ نعمت بھی میں اپنی زندگی میں اپنی آنکھوں سے دیکھ کر جاؤں۔ آدمی ایسے موقع پر چاہتا ہے کہ جب زمانہ اتنا قریب آ گیا تو اب کہیں ایسا نہ ہو کہ میں اس کو پائے بغیر ہی چلا جاؤں۔ جیسے کوئی سفر در پیش ہو اور گھر میں یا رشتے دار کے یہاں شادی بھی ہو تو آدمی دعا کرتا ہے: 'اے اللہ ایسا انتظام کر دے کہ شادی میں بھی رہوں اور پھر سفر کا نظام ہو'۔ اسی طرح یہاں بھی نبی کریم ﷺ نے دعا سکھلائی کہ جب رمضان المبارک کو دو مہینے باقی رہ گئے ہیں تو کہیں ایسا نہ ہو کہ رمضان آنے سے پہلے ہی یہاں سے چلے جانے کی نوبت آ جائے۔ اس لیے اللہ سے مانگو کہ مجھے اتنی زندگی دے کہ میں رمضان کے مہینے کو پالوں۔ اس کی برکتیں حاصل کر لوں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی بھلائی کے کام کے لیے، اللہ کی رضا و

خوشنودی حاصل کرنے کے لیے، اگر زندگی کا سوال کرے تو اس کی اجازت اور گنجائش ہے۔ یہاں بھی رمضان کا مہینہ پانے کے لیے دعا منگوائی گئی۔

دو مہینے پہلے سے ذہن سازی

آخر اس دعا کو سکھلانے کا کیا مقصد تھا؟ دعا کا مقصد ہی یہ ہے کہ دو مہینے پہلے سے آپ کو ذہنی طور پر تیار کیا جا رہا ہے۔ جیسے جو لوگ ناواقف ہوتے ہیں ان کی ذہن سازی کرنے کے لیے پہلے سے کہا جاتا ہے کہ یہ ہونے والا ہے۔ یوں ہونے والا ہے۔ فلاں صاحب آ رہے ہیں۔ فلاں صاحب آنے والے ہیں۔ جب بار بار دہرایا جاتا ہے تو آدمی کا ذہن اس کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔

جماعت میں جانے والے ہمارے احباب نے بتلایا کہ کیرالا کے علاقے میں رواج ہے (ہم نے جب یہ بات سنی تو بہت اچھی لگی) کہ وہاں کے لوگ رجب سے لے کر رمضان آنے تک روزانہ نماز کے بعد یہ دعا جہراً پڑھتے ہیں: اَللّٰهُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ رَجَبَ وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ۔ روزانہ اس کا وِرد کرایا جا رہا ہے، تاکہ آدمی کے دل میں اہمیت پیدا ہو۔ گویا ذہنی طور پر ہمیں تیار کیا جا رہا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بتلا رہے ہیں کہ یہ کوئی معمولی مہینہ نہیں ہے۔ اور جب کہ اس کے آنے میں دو مہینے ہی باقی رہ گئے ہیں، اور کوئی آدمی دنیا سے چلا جائے تو یہ ایک محرومی کی بات ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کروائی۔

عظمت و بزرگی والا مہینہ

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاص طور پر رمضان آنے سے پہلے خطبے میں اس کی طرف متوجہ فرماتے تھے: قد أظلكم شهر عظيم مبارك، شهر فيه ليلة خير من ألف شه۔ تمھارے اوپر سایہ فگن ہے اور عنقریب آنے والا ہے ایک بڑا عظمت والا، برکت والا مہینہ۔ اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اور پھر ایسا مہینہ ہے: أوله رحمة، واوسطه مغفرة، وآخره عتق من النار۔ اس کا ابتدائی حصہ اللہ کی رحمت ہے۔ اگر اللہ کی رحمت شاملِ حال ہوگی تو ہی آدمی روزے رکھے گا، عبادت کرے گا، تراویح پڑھے گا۔ جب دس دن تک کچھ کام کر لیے تو اب گویا اللہ تعالیٰ کی مغفرت کا حق دار ہو گیا۔ اس لیے فرمایا کہ درمیانی عشرہ مغفرت والا ہے۔ اور جب مغفرت ہوگی تو پھر جہنم سے آزادی ہو ہی گئی۔ اس لیے فرمایا کہ آخری عشرہ جہنم سے آزادی کا ہے۔ [1]

---

[1] يا أيها الناس! قد أظلكم شهر عظيم مبارك شهر فيه ليلة خير من ألف شهر، شهر جعل الله صيامه فريضة، وقيام ليلة تطوعاً من تقرب فيه بخصلة كان كمن ادى فريضة فى ما سواه ومن ادى فريضة فيه كان كمن ادى سبعين فريضةفيما سواه، وہو شهر الصبر، والصبر ثواب الجنة، وشهر المواساة، وشهر يزاد فى رزق المؤمن فيه، من فطر فيه صائماً كان مغفرة لذنوبه وعتق رقبته من النار، وكان له مثل اجره من غير أن ينقص من أجره بشيء۔ قالوا: يا رسول الله! ليس كلنا يجد ما يفطرا للصائم فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يعطى هذاا الثواب من فطر صائماً على تمرة أوشربة ماء أو مذقه لبن۔ وهو شهر: أوله رحمة، واوسطه مغفرة وآخره عتق من النار۔ من خفف عن مملوكه فيه، غفر الله، وأعتقه من النار۔ واستكثروا فيه من أربع خصال خصلتين ترضون بهما ربكم، فشهادة أن لا اله الا الله و تستغفرونه، واما الخصلتان اللتان لاغناء بكم عنهما فتسئلون الله الجنة و تعوذون به من النار، ومن اسقى صائماً سقاه الله من حوضى شربة لا يظمأ حتى يدخل الجنة۔ [ابن خزیمہ: 7881، شعب الایمان للبیہقی: 6333] ندیم

رمضان کے اعمال

اس مہینے میں جو اعمال کیے جانے والے ہیں اس کی طرف بھی بڑے اہتمام سے متوجہ کیا کہ اس کے روزوں کو خدا تعالیٰ نے فرض کیا اور اس کی تراویح کو سنت قرار دیا۔ اور پھر اس میں روزہ افطار کرانے کا بھی اہتمام کرے اور ساتھ ہی ساتھ کلمۂ طیبہ اور استغفار کی کثرت کرے اور جنت کا سوال کرے اور جہنم سے پناہ مانگے۔

اس مہینے کو وصول کرنے کا اہتمام کریں

بہر حال! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان آنے سے پہلے بڑے اہتمام سے خطبے میں ان چیزوں کی طرف متوجہ فرماتے تھے۔ ان ساری چیزوں کا مقصد کیا ہے؟ اس مہینے کی اہمیت کو جتلانا ہے اور اپنی امت کے دل و دماغ میں بٹھانا ہے، تاکہ لوگ اس کی اہمیت محسوس کرتے ہوئے اس مہینے کو وصول کرنے کا اہتمام کریں۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ مہینہ خاص ایسا رکھا ہے کہ اس میں بندہ اپنا تعلق اور رشتہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ مضبوط کر لے تاکہ سال بھر تک اپنے دنیوی کاروبار، تجارت، صنعت، زراعت اور ملازمت وغیرہ کی مشغولی کے نتیجے میں جو میل کچیل آ گیا، دل پر جو پردے پڑ گئے، وہ سب دور ہو جائیں۔

فیکٹری والے جانتے ہیں کہ ایک مدت تک جب مشین استعمال کی جاتی ہے تو پھر اس کو سروس کرانا پڑتا ہے۔ اُوور ہولنگ (overhauling) ہوتی ہے۔

فیکٹری دو دن بند رکھو، دو دن چھٹی رہے گی اور کام نہیں ہوگا کیوں کہ مشین کھولی ہے۔سروس کرنی ہے۔اگر سروس نہیں کریں گے تو پھر یہ مشین برابر کام نہیں کرے گی۔اس سے جیسا فایدہ اٹھانا چاہیے، ایسا فایدہ نہیں اٹھا سکیں گے۔

انسان اور فرشتوں کی عبادت میں فرق

ویسے تو اصالۃً اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسانوں کو اپنی عبادت کے واسطے ہی پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾[۱] اگرچہ فرشتے بھی عبادت کرتے ہیں، لیکن ان کی عبادت الگ قسم کی ہے، انسان کی عبادت الگ قسم کی ہے۔فرشتوں کی تو فطرت ہی میں اور ان کے مزاج ہی میں اطاعت وفرماں برداری ہے۔ان کی طبیعت میں معصیت اور نافرمانی کا مزاج ہی نہیں۔گویا وہ عبادت ہی کے واسطے بنائے گئے ہیں۔اس لیے وہ عبادت کرتے ہیں۔

فرشتے مختلف طریقے سے عبادت کرتے ہیں۔احادیث میں آتا ہے کہ بعض فرشتے ایسے ہیں جو ہمیشہ رکوع ہی میں رہتے ہیں۔ جب سے اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا کیا ہے، اس وقت سے لے کر قیامت تک وہ رکوع میں ہی رہیں گے۔ بعض سجدے ہی میں رہیں گے۔ بہت سے فرشتے ایسے بھی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کی

[۱] الذاریات:56 ندیم

طرف سے دوسرے کسی کام کے لیے مقرر کیا گیا ہے، وہ اُنھی کو انجام دیں گے۔ وہی ان کی عبادت ہے۔

بہرحال! ان کے مزاج ہی میں اطاعت وفرماں برداری ہے۔ نافرمانی اور معصیت ان کے مزاج میں ہے ہی نہیں۔ اگر وہ چاہیں تو بھی نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی سرشت میں اور ان کے نیچر (nature) میں نافرمانی رکھی ہی نہیں۔ یہ ان کا مزاج، نیچر اور فطرت ہے۔ اس کے برخلاف اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو ایسا بنایا کہ اس کے اندر دونوں چیزیں رکھی ہیں۔ معصیت بھی رکھی ہے اور اطاعت بھی رکھی ہے۔ فرماں برداری بھی رکھی ہے اور نافرمانی کا بھی اختیار دیا ہے۔

اختیار کے استعمال پر انعام اور سزا

اب اسی اختیار کے استعمال کے بعد اگر وہ اللہ تبارک تعالیٰ کی اطاعت و فرماں برداری کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے جن کاموں کے کرنے کے لیے فرمایا ہے ان کو انجام دیتا ہے، جن سے بچنے کا حکم دیا، ان سے بچنے کا اہتمام کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اور جنت میں بھیجتا ہے۔ اور اگر کرنے کے کاموں کو نہیں کرتا، بچنے کے کاموں سے نہیں بچتا، تو اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے، جہنم میں بھیجتا ہے۔ اب اس کو اختیار ہے۔ اگرچہ کرنے والی

ذات تو اللہ تعالیٰ ہی کی ہے، لیکن آدمی اپنا اختیار استعمال کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے مطابق اس کے اسباب مہیا کر دیں گے، اور اسی ارادے اور اختیار کے استعمال کرنے پر اگر اچھی جگہ میں استعمال کیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام اور بُری جگہ میں استعمال کیا تو سزا ملے گی۔

جنت میں ٹھکانا

گویا اس کے مزاج میں رکاوٹ بھی ہے اور ساتھ ہی ساتھ نفس کے اندر تقاضہ اور داعیہ بھی۔ نافرمانی کی خواہشات ہیں جو اُبھر رہی ہیں اور وہ خواہشات اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرماں برداری سے روکنا چاہتی ہیں، لیکن وہ اُنھیں دباتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے اپنے آپ کو بچاتا ہے۔ یوں سوچتا ہے کہ کل کو اللہ تعالیٰ کے یہاں جواب دینا ہے:﴿وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ○ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ○﴾[۱]

جو آدمی یہ سوچ کر ڈرا کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونا ہے اور جواب دینا ہے، اور اس ڈر سے اپنے نفس کو خواہشات سے روکا تو اس کے لیے اللہ تبارک و تعالیٰ کے یہاں جنت ٹھکانا ہے۔

---

[۱] النازعات:40،41　　ندیم

حساب وکتاب کے استحضار کی قیمت

گویا یہ استحضار اور تصور کہ مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ کے سامنے حاضر ہوکر جواب دینا ہے، دنیا میں جو کچھ کیا ہے اس کی پوچھ ہوگی، حساب کتاب ہوگا تو میں کیا جواب دوں گا؟ یہ سوچ کر اپنے آپ کو گناہوں اور نافرمانیوں سے بچاتا ہے۔ گویا نافرمانی کے تقاضے موجود ہیں، خواہشات کا تقاضہ موجود ہے، گناہوں کا داعیہ بھی موجود ہے، گناہوں پر ابھارنے والے جذبات اندر ہیں جو اُبھار بھی رہے ہیں، اس کے باوجود وہ اپنے آپ کو اس سے بچا کر اللہ تبارک وتعالیٰ کی اطاعت اور فرماں برداری کرتا ہے، تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے یہاں اس کی بڑی قیمت ہے، اور جنت کا وعدہ کیا گیا ہے۔ فرشتوں کو یہ نہیں کہا گیا کہ تم بھی یہ کرو، بلکہ انسان کو کہا گیا کہ یہ کرو۔

جنت کی نعمتوں سے فایدہ انسان کے لیے

جنت کی ہر نعمت سے فایدہ بھی انسان ہی اٹھائے گا، فرشتے نہیں اٹھا سکتے۔ اس لیے کہ انسان کی راہ میں رکاوٹ تھی، اس کے باوجود اس نے عبادت کی تو اس کی قدر و قیمت بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کے یہاں بہت زیادہ ہے۔ جیسے ایک آدمی ہے جس کی آنکھیں بھی ہیں اور کوئی عورت اس کو دعوتِ نظارہ بھی دے رہی ہے۔ کوئی رکاوٹ بھی نہیں ہے۔ نفس کا تقاضہ بھی ہے۔ اس کے باوجود وہ اپنے

آپ کو یہ سوچ کر روکتا اور بچاتا ہے کہ اگر اس نامحرم عورت کو دیکھوں گا تو اللہ تعالیٰ کے یہاں کیا جواب دوں گا؟

باری تعالیٰ نے جو حکم دیا ہے: ﴿قُل لِّلۡمُؤۡمِنِينَ يَغُضُّوا مِنۡ أَبۡصَٰرِهِمۡ﴾[۱] نگاہیں نیچی رکھیں! اس لیے مجھے اپنی نگاہیں نیچی رکھنی چاہئیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُورَ إِلَیْہِ۔[۲] جو دیکھتا ہے اس پر بھی اللہ کی لعنت اور جس کو دیکھ رہا ہے اس پر بھی اللہ کی لعنت۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا: مَنْ نَظَرَ اِلٰی مَحَاسِنِ اِمْرَأَۃٍ أَجْنَبِیَّۃٍ عَنْ شَھْوَۃٍ صُبَّ فِیْ عَیْنَیْہِ الآنُکُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔[۳] جس نے کسی نامحرم عورت کی خوبصورتی اور خوبیوں کی طرف دیکھا، قیامت میں اس کی آنکھوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔ یہ ساری چیزیں سوچ کر وہ اپنے آپ کو روکتا ہے، تو واقعتاً اس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو بجالانے کی اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کی، اور اپنے آپ کو مشقت میں ڈال کر مجاہدہ برداشت کر کے تکلیف اٹھا کر اللہ کا حکم پورا کیا۔ گناہ سے اپنے آپ کو بچایا، تو اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کی بڑی قدر ہے۔

---

[۱] النور:30 ندیم

[۲] عَنِ الْحَسَنِ قَالَ بَلَغَنِی أَنَّ رَسُولَ اللہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُورَ إِلَیْہِ۔ ھٰذَا مُرْسَلٌ۔ [سنن کبریٰ للبیہقی:13566] ندیم

[۳] نصب الرایہ، حظر واباحت:4/239 ندیم

کمال کی چیز

ایک آدمی اندھا ہے، جو کہتا ہے کہ میں نے ان آنکھوں سے کبھی کسی نامحرم عورت کو نہیں دیکھا، اور میں نے آج تک ٹی وی بھی نہیں دیکھا۔ تو اس سے کہا جائے گا کہ بھائی تیرے پاس آنکھیں ہی نہیں، اگر تو دیکھنا چاہتا، تو بھی نہیں دیکھ سکتا۔ اگر تو نے نہیں دیکھا تو کون سا کمال کیا، جب تیرے اندر دیکھنے کی صلاحیت ہی نہیں ہے۔ اب اگر وہ کہے کہ میں نے اپنے آپ کو اس گناہ سے بچایا، تو جس گناہ کے کرنے کی صلاحیت، استعداد، قابلیت ہے اور بچ جاوے، تو یہ کمال کی چیز ہے۔ بقول حکیم اختر صاحب دامت برکاتہم (رحمۃ اللہ علیہ): 'حضرت جبریلؑ کی گود میں کسی عورت کو بٹھا دیا جاوے تو ان کو کیا پتہ چلے گا؟' اس لیے کہ ان کے اندر خواہش ہی نہیں۔ جس کو خواہش ہوتی ہے، اس کو پتہ چلتا ہے۔ لہٰذا جنت کی نعمتوں سے فایدہ اٹھانا اس پر موقوف ہے۔

روزہ تو ہمارے حق میں عبادت ہے

ہم اور آپ بھوکے پیاسے رہیں گے تو روزہ ہے۔ روزہ ہمارے لیے عبادت ہے، فرشتوں کے لیے نہیں۔ اس لیے کہ ہم کو بھوک لگتی ہے۔ کھانے کا تقاضہ ہماری طبیعت میں رکھا ہوا ہے۔ ہم کو پیاس لگتی ہے۔ پانی پینے کا تقاضہ ہماری طبیعت میں رکھا ہوا ہے۔ ہمارا رجحان اپنی بیوی کی طرف ہوتا ہے، اپنی خواہش کو

پورا کرنے کا تقاضہ ہماری طبیعت میں ہے۔فرشتوں میں کیا ہے؟ لہٰذا اگر فرشتے بھوکے بھی رہیں، زندگی بھر ایک دانہ بھی نہ کھائیں اور ایک قطرہ بھی پانی نہ پئیں، کسی عورت کے قریب نہ جائیں،تو کیا یہ کوئی کمال کی بات ہے؟ جب ان کی طبیعت میں ان چیزوں کا تقاضہ ہی نہیں رکھا تو ان کے حق میں روزہ روزہ ہے ہی نہیں،اور عبادت بھی نہیں۔روزہ تو ہمارے حق میں عبادت ہے۔

عبادت کے اندر قیمت آئی

کہنے کا حاصل یہ ہے کہ آدمی کے اندر اللہ تعالیٰ نے یہ سارے تقاضے رکھے اور اِنھی تقاضوں کو اس نے دبایا اور گناہوں سے اپنے آپ کو بچایا۔اسی طرح ان رکاوٹوں کے باوجود اللہ تعالیٰ کا حکم بجالایا اور عبادت ادا کی،تو اس کی عبادت کے اندر قیمت آئی اور اس کو جنت ملی۔اب جنت کی نعمتوں سے فایدہ بھی انسان ہی اٹھائے گا۔حوروں سے اپنی حاجتیں پوری کی جائیں گی۔سننے کے لیے کچھ عجیب وغریب گانے ہوں گے۔دنیا میں تو گانے سننے پر پابندی ہے اور منع ہے،لیکن جنت میں تو اللہ تعالیٰ گانا سنوائیں گے۔

بہرحال! جنت کے اندر یہ ساری چیزیں ہیں اور ان سے فایدہ انسان ہی اٹھا سکتا ہے۔اس لیے کہ تقاضے انسان کے اندر ہی ہیں،فرشتوں میں نہیں۔وہاں فرشتے ہوں گے تب بھی وہاں کی نعمتوں سے فایدہ نہیں اٹھاسکیں گے،اس لیے کہ ہر نعمت

سے فایدہ وہی اٹھاسکتا ہے جس کے اندر اس سے فایدہ اٹھانے کی صلاحیت ہو۔

صلاحیت کے مطابق لذت

مَیں مثال میں کہا کرتا ہوں کہ ہم اور آپ دستر خوان پر بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں۔ پینے کی چیزیں پیتے ہیں۔ اور اسی دستر خوان پر پلیٹیں بھی رکھی ہوئی ہیں۔ پیالے بھی رکھے ہوئے ہیں۔ پیالوں میں سوپ ہوتا ہے، جس کو ہم پیتے ہیں۔ لیکن کیا سوپ کی لذت پیالہ محسوس کرتا ہے؟ حالاں کہ وہ اپنے اندر سوپ لیے بیٹھا ہے۔ اس کے باوجود سوپ میٹھا ہے یا کیسا ہے؟ اس کی لذت کا اس کو احساس نہیں، کیوں؟ اس لیے کہ لذت محسوس کرنے کی اس میں صلاحیت ہی نہیں ہے۔ ہر چیز کی لذت وہی حاصل کرسکتا ہے جس کے اندر صلاحیت ہو۔

نابالغ بچہ عورت کی لذت کو کیا جانے؟ اگر وہ مجلس میں بیٹھا ہو اور ساری دنیا عورتوں کی باتیں کر رہی ہو تو اس کو کیا پتہ چلے گا؟ اس لیے کہ اس کو محسوس کرنے کی اس میں صلاحیت ہی نہیں ہے۔ آپ ذرا باریک، ایسا لطیفہ، جس کو سمجھنے کے لیے عقل استعمال کرنے کی ضرورت ہو، کسی مجلس میں بیان کریں اور اس مجلس میں گدھا بھی بیٹھا ہو یا کوئی بے وقوف بھی بیٹھا ہو، تو ساری دنیا اس لطیفے کو سن کر ہنسے گے اور لذت محسوس کرے گی، لیکن وہ محسوس نہیں کریں گے، کیوں کہ ان میں اس لذت کو محسوس کرنے کی صلاحیت نہیں۔

خلاصہ یہ کہ ساری نعمتیں ہیں، ہر نعمت سے فایدہ حاصل کرنے اور اس کی لذت کو پانے کے لیے بھی صلاحیت چاہیے۔ لہٰذا جس کے اندر جیسی صلاحیت ہوگی، اس کی لذت کو اس کے مطابق حاصل کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر یہ ساری چیزیں اس لیے رکھیں کہ اس کو آگے جنت ملنے والی ہے اور جنت کی نعمتوں سے فایدہ اٹھانا ہے، وہ اسی وقت اٹھا سکے گا جب یہ سب ہوگا۔ اگر کچھ نہیں ہوگا تو کیا فایدہ اٹھائے گا؟ بھوک کا تقاضہ نہیں ہوگا تو جنت کے کھانے سے کیا فایدہ حاصل ہوگا؟ جس کو بھوک ہی نہ لگتی ہو، کھانے کی لذت اس کو محسوس نہیں ہوتی۔ جنت میں فرشتے ہوں گے، اس کے باوجود وہاں کی نعمتوں سے فایدہ نہیں اٹھا سکیں گے۔ لیکن انسان فایدہ اٹھائے گا۔

بہر حال! انسان کو اللہ نے ایک خاص قسم کی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے اور دونوں قسم کے تقاضے رکھے ہیں اور حکم دیا گیا کہ فلاں فلاں چیز کرنی ہے اور فلاں فلاں چیز نہیں کرنی ہے۔ حالاں کہ جن چیزوں سے منع کیا گیا ایسی بات نہیں کہ وہ نہیں کر سکتے۔ کرنے کی صلاحیت ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے وہ اپنے آپ کو ان بچنے کی چیزوں سے بچاتا ہے یا نہیں؟ اور اللہ کو راضی کرنے کے لیے کرنے کی چیزوں کو کرتا ہے یا نہیں؟ اسی طرح اللہ کے ڈر سے کرنے کی چیزوں کو کرتا ہے یا نہیں؟

انگلی دی تو پہنچا پکڑ لیا

بہر حال! اللہ تبارک وتعالیٰ نے عبادت کے لیے پیدا کیا، اس کا تقاضہ تو یہ تھا کہ چوبیس گھنٹے عبادت میں مشغول رہتا۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہ پیشاب پاخانے کا تقاضہ ہوتو جانے کی اجازت ہے۔ بھوک لگےتو کھانے کی اجازت ہے۔ لیکن دکان کھول کر بیٹھو، فیکٹری چلاؤ اور کھیتی باڑی کرو، اس کی اجازت نہ دیتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ عبادت کے لیے پیدا کیا، اس کے باوجود کچھ اوقات عبادت کے لیے مقرر کر کے باقی اوقات اپنی، گھر والوں کی ضرورتوں میں استعمال کرنے کی اجازت دے دی کہ تجارت بھی کر سکتے ہو، کھیتی باڑی بھی کر سکتے ہو، فیکٹری بھی لگا سکتے ہو، دکان بھی کر سکتے ہو۔ یہ سارے کام کرنے کی اجازت ہے۔ حالاں کہ ہماری جان و مال کو اللہ تعالیٰ نے خرید لیا ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ﴾[۱] اللہ تعالیٰ نے ہماری جان و مال کی قیمت دے دی ہے۔ ہماری جان اور ہمارا مال' یہ تو اللہ تعالیٰ کے ہو گئے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ اس کے باوجود ہمارے اختیار میں دیا ہے کہ تم اس کو اپنے کام میں لا سکتے ہو۔ البتہ پانچ وقت کی نمازیں فرض کر دیں کہ اس کو پڑھتے رہو اور رمضان کے روزے رکھو اور چند چیزوں کے متعلق ہدایات دیں کہ ان کو کرو اور بعض چیزوں سے بچو۔

---

[۱] التوبۃ: 111　　ندیم

لیکن جب اجازت ملی تو انسان کی عادت ہے کہ انگلی دو تو پہنچا پکڑے، لہٰذا اجازت کا نتیجہ یہ ہوا کہ کاروبار میں ایسے لگے کہ ایک سے دو، دو سے تین، تین سے چار فیکٹریاں لگالیں۔ یہ کرو، وہ کرو، فلاں بھی خرید و، فلاں چیز بھی ہونی چاہیے۔ ایک کی دو، دو کی تین اور تین کی چار دکانیں لگائیں، اور بس۔ کاروبار میں ایسا مشغول ہوا کہ ایسا سمجھتا ہے کہ میں اسی لیے آیا ہوں۔ عبادت کو بھول ہی گیا اور اگر کسی کو نماز کی توفیق ہوتی ہے تو وہ بھی جب اذان کی آواز سنتا ہے تو گھڑی دیکھتا ہے کہ ابھی تو پندرہ منٹ ہیں، اتنی جلدی مسجد میں جا کر کیا کریں گے؟ یہ ہمارا مزاج ہے کہ اتنی جلدی جا کر کریں گے کیا؟ یعنی ہمارے کرنے کا کام تو یہ ہے جس میں ہم مشغول ہیں، اور کچھ کام تو ہمارے کرنے کا ہے ہی نہیں۔ جماعت کھڑی ہونے میں ابھی پندرہ منٹ کی دیر ہے، وہاں تک تو صرف بیٹھے بیٹھے انتظار ہی کرنا ہے اور تو کچھ کرنا ہی نہیں ہے۔ اور جب نماز کا وقت ہوا تو اب نماز کی تیاری میں لگا اور بھاگا دوڑا حواس باختہ آتا ہے اور جلدی جلدی وضو کرتا ہے اور جب امام صاحب کو دیکھا کہ رکوع میں ہیں تو چھلانگ لگائی اور رکوع میں شامل ہو گیا اور جیسے تیسے نماز پوری کی اور سلام پھیرنے کے بعد سنت اور وتر پڑھی نہ پڑھی کہ پھر باہر بھاگا۔ پانچ وقت کی نماز فرض تھی، اس کا یہ حال ہے۔ اور یہ تو پڑھنے والوں کا حال ہے، بعض وہ ہیں جو جماعت سے پڑھتے ہی نہیں۔ اپنے گھر یا فیکٹری کے کمرے میں یا اپنی

دکان میں پڑھ لیتے ہیں۔ بعض وہ ہیں جنھیں دن بھر وقت ہی نہیں ملتا، شام کو گھر جا کر تین وقت کی نماز ایک ساتھ پڑھتے ہیں۔ پوچھو کیوں، تو کہتے ہیں کہ کاروبار میں موقع نہیں ملتا۔ یہ تو پڑھنے والوں کا حال ہے اور جو نہیں پڑھتے، ان کا تو ذکر ہی کیا کرنا۔

اجازت کا غلط فایدہ

حالاں کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا تھا عبادت کے لیے، اور کچھ اجازت دی تھی۔ اس اجازت کا ہم نے غلط فایدہ اٹھایا، اور اب حال یہ ہو گیا کہ مشغولی کے نتیجے میں ہمارے دل ان چیزوں کے ساتھ ایسے لگ گئے کہ ان چیزوں کی محبت ہمارے دلوں میں پیدا ہوگئی اور ہمارے دلوں پر زنگ چڑھ گیا۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق اور نسبت کم ہوگئی۔ بار بار آپ سنتے ہوں گے کہ جب کسی چیز پر آدمی محنت کرتا ہے تو اس کے ساتھ اس کو تعلق اور محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح انسان عبادت کے اندر محنت اور مجاہدہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا ہوگا۔ اور دکان داری میں لگے گا تو چاہے وہ شریعت کی حدود میں رہ کر جائز طریقے سے اور تمام مسائل کا اہتمام کرتے ہوئے دکان داری کرے، لیکن وہ بھی اللہ تعالیٰ سے دوری پیدا کرے گی۔ اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسری چیز میں مشغول ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے اس کا تعلق نہیں ہے۔

مشغولی کے بعد یکسوئی کا حکم

دیکھو نبی کریم ﷺ کا کام لوگوں کو ایمان کی دعوت دینا تھا لیکن ایمان کی دعوت دینے کے لیے مخلوق کے ساتھ مشغولی تھی۔ دعوت دینے کے لیے لوگوں سے ملاقات کرنا اور ان کے درمیان رہ کر ان سے باتیں کرنا، یہ کام تو ہوتا ہی تھا۔ اس طرح مخلوق کے ساتھ میل جول رہتا تھا۔ تو باری تعالیٰ نے فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ○ قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا ○ نِّصْفَهُ أَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيلًا ○﴾[۱] ﴿فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ○ وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ ○﴾[۲] حضور ﷺ کا کام کاروبار، کھیتی باڑی اور دکان داری تو نہیں تھا۔ حضور ﷺ تجارت نہیں کرتے تھے اور نہ ہی حضور ﷺ کی فیکٹریاں تھیں۔ بلکہ حضور ﷺ دن بھر لوگوں کو ایمان کی دعوت دینے کا کام کرتے تھے۔ اس کے باوجود باری تعالیٰ نے فرمایا: اے نبی! آپ جب اپنی مشغولیتوں سے فارغ ہو جائیں تو اپنے آپ کو اپنے رب کے سامنے کھڑا رکھیے۔ نمازیں پڑھ کر اور سجدے میں جا کر اپنے رب کی یاد میں مشغول ہو کر اپنے آپ کو تھکائیے اور اپنے رب کی طرف توجہ کیجیے۔ حالاں کہ حضور ﷺ کے کام خالص دینی کام تھے، اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے عبادت میں مشغول ہونے کا حکم دیا۔

---

[۱] مزمل: 1-3　　ندیم

[۲] الشرح: 7,8　　ندیم

حضرت مولانا الیاس صاحبؒ کا معمول

ہمارے حضرت مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ بار بار حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ جملہ نقل فرماتے تھے ’جب کہیں اجتماع میں جانے کی نوبت آتی ہے تو اجتماع سے فارغ ہو کر رائے پور حضرت رائے پوری کی خدمت میں حاضری دیتا ہوں اور اگر اس کا موقع نہ ہو تو اپنی مسجد میں تین دن کا اعتکاف کرتا ہوں، تاکہ لوگوں کے ساتھ ملنے کے نتیجے میں دل پر جو غبار آجاتا ہے وہ دور ہو جائے‘۔ ظاہر ہے کہ حضرت اجتماع میں کوئی دکان لگانے جاتے تھے؟ نہیں! بلکہ خالص دین کی محنت کا جذبہ ہوتا تھا۔ لوگوں کو دین کی باتیں بتاتے تھے۔ لیکن اس کے باوجود حضرت اللہ کی یاد میں مشغول ہونے کا الگ سے اہتمام کرتے تھے۔

میرے دل پر بھی بادل سے آجاتے ہیں

ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں: إِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِي الْيَوْمِ سَبْعِينَ مَرَّةً۔[۱] میں اللہ تعالیٰ سے دن میں ستّر مرتبہ استغفار کرتا ہوں اور میرے دل پر بھی بادل سے آجاتے ہیں۔ اس کی شرح میں علما فرماتے ہیں کہ لوگوں کے ساتھ میل جول کے نتیجے میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ تعلق میں

[۱] عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ۔ (محمد:19)
فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: إِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِي الْيَوْمِ سَبْعِينَ مَرَّةً. [ترمذی:3259] ندیم

جو فرق آتا تھا، اسی فرق کو لَيُغَانُ عَلٰی قَلْبِي[1] سے تعبیر فرمایا ہے۔ حالاں کہ حضور ﷺ کو اسی لیے بھیجا گیا تھا۔ اس کے باوجود اس محنت میں مخلوق کے ساتھ تعلق رہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے توجہ ہٹ کر دوسری طرف لگی ہوتی تھی۔

جیسے بیوی اگر بچّے کے کام میں مشغول ہو تو اگرچہ وہ بچہ میاں بیوی دونوں کا ہے، لیکن جب تک وہ بچے کے کام میں لگی رہے گی، شوہر کی طرف توجہ نہیں ہو سکتی۔ تو جس طرح سے بچّے میں مشغولی کے باوجود بیوی شوہر کی طرف متوجہ ہونے کو ضروری سمجھتی ہے، اگرچہ وہ بھی شوہر کا ہی کام ہے۔ ٹھیک اسی طرح دینی جد و جہد خالص اللہ تعالیٰ کا کام ہے، لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔

ایک مہینہ میرے لیے فارغ کرلو

خلاصہ یہ ہے کہ یہ سارے کام شرعی حدود کی رعایت کے ساتھ جائز ہیں، لیکن اس کے کرنے کے نتیجے میں دل پر اثر ہوتا ہے۔ دل میں میل آتا ہے۔ دل پر پردے پڑ جاتے ہیں۔ دل میلا سا ہو جاتا ہے۔ باری تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بھئی! ’ایک مہینہ میرے لیے فارغ کرلو، تاکہ سروس (service) ہو جائے‘۔

---

[1] عَنِ الْأَغَرِّ الْمُزَنِيِّ، وَكَانَتْ لَه صُحْبَةٌ، أَنَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ: إِنَّهُ لَيُغَانُ عَلَى قَلْبِي، وَإِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللهَ، فِي الْيَوْمِ، مِائَةَ مَرَّةٍ۔ [مسلم:2702]		ندیم

دل کا میل سمجھ میں نہیں آتا

رمضان میں حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کے یہاں جب اکابرین میں سے کوئی آتا تھا تو حضرت شیخ دس گیارہ بجے ان کا بیان ضرور رکھواتے تھے۔ حالاں کہ حضرت شیخ کی خانقاہ میں مستقل بیان کرنے والے حضرت مولانا عبید اللہ صاحبؒ تھے۔ لیکن جب کوئی بڑا تشریف لاتا تھا تو حضرت ان کا بیان رکھواتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت مولانا علی میاں صاحب نور اللہ مرقدہ تشریف لائے تو ان کا بیان رکھا۔ حضرت نے بیان فرمایا کہ 'یہ رمضان المبارک کا مہینہ بیٹری چارجنگ (battery charging) کا مہینہ ہے۔ بیٹری استعمال کرتے کرتے جب ڈاؤن (down) ہو جاتی ہے تو اس ڈاؤن بیٹری کو چارج کر کے استعمال کے قابل بنایا جاتا ہے۔ دنیا کے معاملے میں یہ ساری چیزیں ہماری سمجھ میں آتی ہیں لیکن مصیبت یہ ہے کہ دل کا میل سمجھ میں نہیں آتا اور اس کے دور کرنے کی فکر نہیں ہوتی۔ کپڑا استعمال کرتے کرتے میلا ہو جاتا ہے، سال بھر اس کو دھوتے ہیں اور پہنتے ہیں۔ ہر چیز کا یہ حال ہے، تو جب دنیوی کاروبار میں لگیں گے تو اس کی وجہ سے دل پر دنیا کا میل آجاتا ہے، اس پر پردے پڑ جاتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے رمضان کا مہینہ خاص طور پر اسی میل کو دور کرنے کے لیے رکھا ہے۔ اس مہینے میں آدمی اپنے آپ کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت کے لیے فارغ کر لے۔

اپنے کاموں کا نظام بنائیے

حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ نے 'فضائلِ رمضان' میں لکھا ہے کہ بھائی! ایک مہینہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے فارغ کرلو۔ خاص طور پر اللہ کی عبادت کے لیے فارغ کرلو اور جتنا ہو سکے اپنے آپ کو عبادت میں لگانے کی فکر کرو۔ اس لیے آدمی کو چاہیے کہ وہ اپنے کاموں کا نظام بنائے۔ اگر کوئی کام ایسا ہو جس کو ایک مہینے تک مؤخر اور ڈیلے (delay) کر کے رمضان کے بعد کر سکتے ہوں تو اسے ڈیلے کردو۔ دوسرے کام کم سے کم کردو اور زیادہ سے زیادہ اپنا وقت عبادت کے اندر لگاؤ اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے اپنے آپ کو فارغ کرلو۔ باری تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ﴾[1] رمضان کا مہینہ جس میں قرآن پاک اتارا گیا، وہ لوگوں کی ہدایت کے لیے اتارا گیا، تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس آیت میں رمضان کا خاص اہتمام بتلایا۔

روزہ تو تقویٰ آنے کا راستہ ہے

اس مہینے میں آدمی اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے لیے

---

[1] البقرۃ:185　　ندیم

مختلف قسم کی عبادتیں کرتا ہے، ان میں سے بعض عبادتیں وہ بھی ہیں جو خاص اسی مہینے میں کی جاتی ہیں اور الحمد للہ اہلِ علم اس کا اہتمام بھی کرتے ہیں۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾[۱] اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے، جیسے تم سے اگلی امتوں پر فرض کیے گئے تھے، تا کہ تمھارے اندر تقویٰ آجائے۔ تو روزے فرض ہیں اور اس کا اہتمام بھی کرتے ہیں، لیکن روزے کے حقوق کی ادائیگی بھی ہونی چاہیے۔ روزہ تو تقویٰ آنے کا راستہ ہے۔ علما لکھتے ہیں کہ رُوزے کے نتیجے میں آدمی کی قوتِ بہیمیہ یعنی حیوانی قوت ٹوٹتی ہے اور قوتِ بہیمیہ ہی وہ قوت ہے جس کے نتیجے میں آدمی شہوتوں کو پورا کرنے کے پیچھے پڑتا ہے۔ جب روزے کے نتیجے میں وہ ٹوٹے گی تو گناہوں سے بھی بچے گا اور اس طرح تقویٰ اس کے اندر آئے گا۔

روزے کی حقیقت

حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں: روزے کی حقیقت صبحِ صادق سے غروبِ آفتاب تک تین چیزوں: (۱) کھانے (۲) پینے اور (۳) اپنی بیوی کے ساتھ صحبت کرنے سے رُکے رہنا ہے۔ حالاں کہ کھانا کوئی ناجائز اور حرام نہیں

[۱] البقرة:183　　ندیم

ہے، بلکہ شریعت کی حدود میں رہ کر حلال کمائی کے ذریعے سے حاصل ہوا ہے۔ اس کے باوجود اس سے روک دیا گیا ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے، تو اس کے حکم کی وجہ سے ایک حلال چیز سے اپنے آپ کو روک دیا۔

روزے کے متعلق حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ باری تعالیٰ فرماتے ہیں: الصَّوْمُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ[۱] روزہ میرے لیے ہے اور میں اس کا بدلہ دوں گا۔ دوسری عبادتوں کے لیے تو بدلہ متعین ہے کہ کسی کا سات گُنا، کسی کا ستّر گُنا، کسی کا سات سو گُنا۔ لیکن روزے کا بدلہ متعین نہیں کیا بلکہ یوں فرمایا کہ روزہ میرے لیے ہے، اس کا بدلہ میں دوں گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دوسری عبادتوں کا تو پتہ بھی چلتا ہے، لیکن روزہ ایک ایسا عمل ہے کہ آدمی اگر روزے سے ہو تو دوسروں کو پتہ نہیں چلے گا، جب تک کہ روزہ دار خود نہ بتلائے۔ مثلاً گھر والوں کو بتلایا کہ سحری کی ہے، اس لیے میں کھانا نہیں کھاؤں گا تو پتہ چلے گا، ورنہ روزہ معلوم کرنے کی کوئی دوسری علامت نہیں ہے۔ زکوۃ وصدقہ دو گے تو پتہ چلے گا، لیکن روزے کا پتہ نہیں چلے گا۔ تو روزے کی حقیقت کا خلاصہ یہ نکلا کہ آدمی ان تین

---

[۱] عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، قَالَ: يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: الصَّوْمُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ يَدَعُ شَهْوَتَهُ، وَأَكْلَهُ وَشُرْبَهُ مِنْ أَجْلِي، وَالصَّوْمُ جُنَّةٌ وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: فَرْحَةٌ حِينَ يُفْطِرُ، وَفَرْحَةٌ حِينَ يَلْقَى رَبَّهُ، وَلَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ. [بخاری:7492] ندیم

چیزوں سے اللہ تعالیٰ کے حکم کی خاطر اپنے آپ کو روکے۔ اور تقوے کی حقیقت بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈر کر اور اللہ تعالیٰ کی ذات کا تصور کرتے ہوئے آدمی اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے بچائے۔

تقوے کی پہلی سیڑھی

حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ یہ روزہ تقوے کا ابتدائی نصاب اور پرائمری کورس ہے۔ تقوے کی پہلی سیڑھی یہ ہے کہ آدمی روزے میں اللہ کے لیے حلال چیزوں سے اپنے آپ کو بچاتا ہے۔ اب سوچیے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے حلال چیزوں سے میں نے اپنے آپ کو روکا تو جو چیزیں حرام ہیں اور ہر وقت، چوبیس گھنٹے حرام ہیں، بارہ مہینے حرام ہیں، ان سے اپنے آپ کو کیوں نہ روکوں؟

روزے میں ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی چاہے وہ کیسا ہی گیا گذرا اور فاسق و فاجر کیوں نہ ہو، اگر گرمی کا زمانہ ہے، پیاس کی شدت محسوس ہو رہی ہے، روزے دار اپنے کمرے میں ہے، کمرے کی کنڈی لگی ہوئی ہے، فریز بھی موجود ہے، اس میں ٹھنڈا پانی بھی موجود ہے، تب بھی کیسا ہی فاسق و فاجر مسلمان کیوں نہ ہو، اگر اس نے روزہ رکھ لیا تو کیا وہ اس بند کمرے میں پانی پیے گا؟ ہر گز نہیں پیے گا۔ حالاں کہ اگر وہ پانی پی لے اور شام کو افطاری کے وقت دسترخوان پر بڑے وَٹ کے ساتھ

آستین چڑھا کر بیٹھ جائے اور روزے کی دعا: اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَ بِکَ آمَنْتُ وَ عَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ، وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ: پڑھ کر کھانا شروع کر دے، تو کس کو پتہ چلے گا کہ اس نے کھالیا تھا اور پانی پی لیا تھا۔ لیکن کوئی ایسا نہیں کرتا۔ وہ سوچتا ہے کہ میں نے روزہ رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے۔ میں روزہ کیسے توڑوں؟

روزہ اسلام لانے کا سبب بنا

ایک صاحب قدرت اللہ شہاب نامی گذرے ہیں۔ بڑے I.C.S. آفیسر تھے۔ انھوں نے اپنی کتاب 'شہاب نامہ' میں اپنی زندگی کے کچھ حالات لکھے ہیں۔ اس میں انھوں نے لکھا ہے کہ 'میں ایک زمانے میں سفیر کی حیثیت سے ڈچ لوگوں کے مُلک ہالینڈ گیا'۔ وہ لکھتے ہیں کہ 'ڈچ لوگ اسلام کے معاملے میں بہت متعصب ہیں۔ ویسے تو سارا یوروپ اس صفت سے متصف ہے کہ اسلام کے نام سے پیٹ میں درد شروع ہو جاتا ہے، لیکن ڈچ لوگ اس سے بھی زیادہ متعصب ہیں۔'

بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو جیسے بچے کی پیدائش پر تاریخِ ولادت نوٹ کرانی پڑتی ہے، میونسپلٹی میں جا کر فارم بھرا جاتا ہے، اس بچّے کا نام، باپ کا نام اور ماں کا نام نوٹ کرایا جاتا ہے، اسی طرح ان کا مذہب نوٹ کرایا جاتا ہے، تو ڈچ لوگوں کے یہاں جب بچّہ پیدا ہوتا اور فارم بھرا جاتا تو مذہب کا خانہ پُر نہیں کیا جاتا بلکہ

اس کو خالی رکھا جاتا ہے کہ بچّہ جب بڑا ہوگا تو وہ اپنی سمجھ سے جو مذہب اختیار کرے گا وہ اس خانے میں لکھا جائے۔ اس لیے کہ یوروپ والے انسانی آزادی کے قائل ہیں۔ ماں باپ اگر بچّے کا مذہب متعین کردیں تو مذہب کے معاملے میں بچّے پر پابندی عائد ہوجائے گی، جوان کے یہاں انسانی آزادی کے خلاف ہے۔ اس لیے مذہب کا جو خانہ ہوتا ہے، اس کو خالی رکھا جاتا ہے اور وہاں یہ لکھا جاتا ہے کہ جب بچہ بالغ ہوگا تو وہ اپنی سمجھ سے اسلام کے سوا جو مذہب چاہے گا اختیار کرے گا، یعنی اتنے متعصب لوگ ہیں۔

خیر! شہاب صاحب لکھتے ہیں کہ ’ایک مرتبہ میں وہاں کے قیام کے زمانے میں ایک باغ میں بیٹھا ہوا تھا۔ اتنے میں مَیں نے سنا کہ ایک شخص سورۂ رحمٰن کی بہت عمدہ طریقے سے تلاوت کررہا ہے۔ یہ آواز سن کر میں گیا تو دیکھا کہ ایک بینچ کے اوپر ایک ڈچ بیٹھا ہوا قرآن پاک کی تلاوت کررہا ہے۔ میں اس کے پاس گیا اور سلام کیا اور اس کا نام پوچھا تو اس نے کہا کہ میرا نام عبدالرحمٰن ہے۔ میں نے اسلام قبول کیا ہے۔ میں نے اس سے گفتگو شروع کی۔ دورانِ گفتگو اس نے اپنے اسلام قبول کرنے کا واقعہ سنایا۔ اس نے کہا میں ایک اسٹیمر میں مینجر تھا اور ہمارا اسٹیمر شدید گرمی کے زمانے میں کراچی کی بندرگاہ کے اوپر مال لادرہا تھا۔ وہاں حمال اور مزدور اسٹیمر پر مال لادرہے تھے۔ شدید گرمی کے سبب مزدور پسینے میں

شرابور ہو رہے تھے۔ انھیں پانی دیا گیا تو انھوں نے نہیں پیا۔ میں نے ان سے پوچھا: تم پانی کیوں نہیں پیتے ؟ انھوں نے کہا: ہمارا روزہ ہے، اس لیے ہم پانی نہیں پئیں گے۔ میں نے دیکھا کہ ان میں ایک بوڑھا شخص بھی ہے اور اس کی حالت تو بہت ہی زیادہ قابلِ رحم تھی۔ اس کو میں اپنی کیبن (cabin) میں لے گیا اور کیبن کا دروازہ بند کر دیا۔ اس بوڑھے کو بٹھایا اور اپنے ریفریجریٹر اور فریز میں سے جوس (juice) کا ایک گلاس نکال کر اس بوڑھے کے سامنے پیش کیا اور اسے اشارہ کیا (کیوں کہ زبان تو میں جانتا نہیں تھا) کہ دیکھو دروازہ بند ہے اور تمھیں کوئی دیکھ نہیں رہا ہے، یہ جوس پی لو۔ لیکن اس نے انکار کر دیا اور منہ موڑ لیا۔ میں نے اسے بہت سمجھایا، لیکن وہ نہیں مانا۔ اس نے اپنا منہ میری طرف پھیرا ہی نہیں اور نہ پیا۔ میں نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑے، پھر بھی اس نے نہیں پیا، تو مجھے بڑا تعجب ہوا اور میں سوچنے لگا کہ کوئی اور قوت ایسی ہے جو اسے روک رہی ہے۔ بس یہی واقعہ میرے اسلام لانے کا سبب بنا۔

حقیقت یہ ہے کہ کوئی بھی مسلمان' چاہے وہ کیسا ہی گیا گذرا ہو، جب ایک مرتبہ روزے کی نیت کر لے گا تو پھر وہ پانی نہیں پیے گا، بلکہ پینے کا سوچے گا بھی نہیں۔ وہ سوچے گا کہ چاہے کوئی نہیں دیکھ رہا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ تو دیکھ رہا ہے۔ اب میں کیسے پیئوں؟ بس یہی جذبہ کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہے ہیں، اس تصور سے کھانا، پانی

وغیرہ جو دوسرے اوقات میں آپ کے لیے حلال ہے، روزے کی وجہ سے ایک خاص وقت تک وہ سب ممنوع ہے۔ یہی عبادت ہے۔

عبادت کی حقیقت

عبادت کی حقیقت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کہے کہ کرو تو کرنا اور منع کرے تو نہ کرنا۔ یہی عبادت ہے۔ وہ کہے کہ کھاؤ تو کھانا، اور کہے کہ مت کھاؤ تو نہ کھانا عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم پر چلنا اسی کا نام عبادت ہے۔ عبادتوں کی جتنی صورتیں بتائی گئی ہیں وہ عبادت تھوڑے ہی ہیں۔ جیسے نماز۔ سورج طلوع ہو رہا ہو، سورج سر پر ہو یا سورج غروب ہو رہا ہو تو نماز پڑھنے سے منع کر دیا گیا، گویا بتلایا جا رہا ہے کہ نماز کے اندر عبادت اور بندگی کے جو معنی آئے ہیں وہ اللہ کا حکم اور شریعت کا حکم ہونے کی وجہ سے آئے ہیں۔ لہٰذا شریعت کہے کہ کرو تو کرنا عبادت ہے، اور منع کرے تو نہ کرنا عبادت ہے۔

بدعت کو بدعت اسی لیے کہا جاتا ہے کہ وہ شریعت کے بتلائے ہوئے طریقے کے مطابق نہیں ہے۔ حالاں کہ بدعت کے بہت سارے کام عبادت کی صورتوں پر ہوتے ہیں، اس کے باوجود اس کو عبادت نہیں کہا جاتا، اس لیے کہ وہ شریعت کا حکم نہیں ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ ایک وقت وہ ہے کہ غروبِ آفتاب سے ایک منٹ پہلے

ایک قطرہ پانی حلق سے نیچے اتر گیا تو روزہ ٹوٹ گیا اور آپ مجرم ہو گئے۔ آپ نے حرام کام کا ارتکاب کر لیا۔ اس کا کفارہ ادا کرنا ہوگا۔ ساٹھ روزے مسلسل رکھنے پڑیں گے اور غروبِ آفتاب کے بعد ایک منٹ لیٹ نہیں کر سکتے، اس لیے کہ غروب کے بعد افطاری میں تاخیر کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

اسی طرح روزے ایک معین تعداد کے ساتھ فرض کیے گئے ہیں اس میں کمی زیادتی نہیں کی جاسکتی۔ اگلی امتوں پر روزے کی ایک مقدار مقرر کر دی گئی تھی کہ دس دن کے روزے مقرر کیے گئے تھے۔ تو انھوں نے اس میں کچھ روزے آگے بڑھا دیے، کچھ پیچھے بڑھا دیے۔ حالاں کہ اس سے منع کیا گیا تھا۔ اسی لیے رمضان سے ایک دو روز پہلے روزہ رکھنے سے منع کیا گیا۔ عید کے دن روزہ رکھنے سے منع کیا گیا۔ ان ساری باتوں کا حاصل اور خلاصہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کوئی کام کرنے کو کہے تو کرو اور منع کرے تو رُک جاؤ۔ کھانے کے لیے کہے تو کھاؤ، اس وقت نہیں کھاؤ گے تو گنہ گار ہوں گے، اور منع کرے تو رک جاؤ، اب اگر کھاؤ گے تو مجرم قرار دیے جاؤ گے۔

روزہ نہ لگنے کا علاج

خلاصہ یہ ہے کہ آدمی جب صبح صادق سے لے کر غروبِ آفتاب تک اپنے آپ کو ان چیزوں سے روکتا ہے جو حلال ہیں، تو سوچو کہ جو حرام کام ہیں، جیسے نامحرم

کو دیکھنا، بدنگاہی کرنا، ٹی وی دیکھنا، غیبت کرنا، گالی گلوچ کرنا، جھگڑا کرنا، غصہ کرنا اور گناہ کے دوسرے سبھی کام جو اور دنوں میں حرام ہیں اور چوبیس گھنٹے حرام ہیں، روزے کی حالت میں کیسے کیے جائیں گے اور کیسے حلال ہو جائیں گے؟ لیکن یہاں تو معاملہ یہ ہے کہ روزے میں ٹائم پاس نہیں ہوتا۔ لہٰذا وقت گذارنے اور ٹائم پاس کرنے کے لیے گناہ کے کام کیے جاتے ہیں۔ مثلاً ٹی وی دیکھنے بیٹھ جاتے ہیں۔ گناہوں کے ذریعے ٹائم پاس اسی لیے کیا جاتا ہے کہ روزہ نہ لگے، لیکن یہ نظریہ غلط ہے۔ گناہوں کی وجہ سے روزہ اور زیادہ لگے گا۔

حضرت شیخ نوراللہ مرقدہ نے 'فضائلِ رمضان' میں لکھا ہے کہ آدمی گناہ کا کام کرتا ہے تو روزہ لگتا ہے۔ ایک واقعہ لکھا کہ 'دو عورتیں تھیں۔ اُنھیں بہت زیادہ روزہ لگا۔ انھوں نے کسی کی غیبت کی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: انھوں نے مردہ بھائی کا گوشت کھایا ہے۔ ان کو قے کراؤ۔ جب قے کرائی گئی تو گوشت کے ٹکڑے نکلے'۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی برکت سے ایک معنوی چیز نے حقیقت کی صورت اختیار کر لی اور ان کو نظر بھی آ گئی۔ حالاں کہ ان عورتوں کو روزہ اتنا لگا تھا کہ بھوک کہ وجہ سے نڈھال ہو گئی تھیں۔ اسی واقعے سے استدلال کرتے ہوئے حضرت شیخ نے لکھا ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ روزے کی حالت میں گناہوں کے کام کرتے ہیں، انھیں روزہ زیادہ لگتا ہے۔ اور جو لوگ روزے کی

حالت میں عبادت کرتے ہیں؛ نماز پڑھتے ہیں، تلاوت کرتے ہیں، ذکر کرتے ہیں اور گناہ نہیں کرتے، انھیں روزے کا پتہ بھی نہیں چلتا۔ چاہے سخت گرمی کے دن ہوں، تو بھی انھیں روزے کا پتہ نہیں چلتا۔ یہ تو اُنھی لوگوں کو پتہ چلتا ہے جو گناہوں کے کام کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ روزہ لگنے سے بچنے کے لیے نیکی کے کام کرنے چاہئیں اور گناہوں سے بچنا چاہیے، چہ جائے کہ اس کو وقت گذاری کا ذریعہ بنالیا جائے۔

اسی کا نام تو تقویٰ ہے

خلاصہ یہ ہے کہ جب حلال چیزوں سے اپنے آپ کو بچایا تو حرام چیزوں سے تو بہ طریقِ اولیٰ بچنا چاہیے۔ اسی کا نام تو تقویٰ ہے۔ یہ کیفیت پیدا ہونی چاہیے۔ یہ سوچ کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے اور اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے جب حلال چیزوں سے اپنے آپ کو بچایا، تو حرام چیزوں سے تو بہ طریقِ اولیٰ بچانا چاہیے۔ یہی استعداد اگر چوبیس گھنٹے کے لیے اور بارہ مہینے کے لیے پیدا ہو جائے تو تقویٰ حاصل ہو جائے گا۔ تقوے کی حقیقت اور خلاصہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈر کر اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچایا جائے۔

بد پرہیزی سے بچو

بہرحال! رمضان میں ایک تو روزہ ہے اور روزے کے اندر بھی آدمی

اپنے اعضا کو گناہوں سے بچانے کا اہتمام کرے۔ روزے کا فایدہ اسی وقت ہوگا جب آدمی اپنے آپ کو گناہوں سے بچائے۔ اسی لیے روزے کی حالت میں جو لوگ گناہوں میں مبتلا رہتے ہیں، انھیں تقویٰ حاصل نہیں ہوتا۔ جیسے دوا کے ساتھ بد پرہیزی کرے۔ دوا بھی کھا رہے ہیں اور بد پرہیزی بھی کر رہے ہیں۔ اس صورت میں دوا سے کیا فایدہ ہوگا؟ بھائی! دوا سے فایدہ اسی وقت ہوگا کہ جس چیز سے بچنا چاہیے، اس سے آدمی بچے۔ آپ نے ایرکنڈیشنر (air conditioner) چلایا۔ ایرکنڈیشنر کی خاصیت کمرے کو ٹھنڈا کرنا ہے، لیکن آپ نے دروازہ اور کھڑکیاں کھلی رکھی ہیں۔ اب اگر آپ کہو کہ ایرکنڈیشنر چل رہا ہے اور ٹھنڈک نہیں ہو رہی ہے، تو لوگ کیا کہیں گے؟ یہی کہ جو دروازہ اور کھڑکیاں کھلی رکھی ہیں انھیں بند کرو۔ ایک دروازہ یا ایک کھڑکی بھی کھلی رہ گئی تو کمرہ جیسا ٹھنڈا ہونا چاہیے، ویسا ٹھنڈا نہیں ہوگا۔ ایسے ہی روزے کا ایرکنڈیشنر لگالیں اور گناہوں اور نافرمانیوں کے دروازے کھڑکیاں کھول دیں تو تقویٰ کیسے حاصل ہوگا؟ تقویٰ نہیں آئے گا۔ تقویٰ حاصل کرنا ہے تو بد پرہیزی سے بچو تو تمھارا کام چلے گا اور تقویٰ آئے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان المبارک کی صحیح قدردانی نصیب فرمائے اور اس کو حصولِ تقویٰ کا ذریعہ بنائے۔ آمین

❑❖❑

دعا

سُبْحانَکَ اَللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِکَ وَ تبارَکَ اسْمُکَ وَ تَعالیٰ جَدُّکَ وَلااِلٰهَ غَيْرُکَ. لَااِلٰهَ اِلاَّاللّٰهُ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَکُنْ لَّه کُفُوًا اَحَدٌ. لَا اِلٰهَ اِلاَّاللّٰهُ الْحَنَّانُ الْمَنَّانُ، بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، ذَالْجَلاَلِ وَالْاِکرَامِ. اَللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کُلُّه، وَلَکَ الشُّکْرُ کُلُّه، وَلَکَ الْمُلْکُ کُلُّه، وَاِلَيْکَ يَرْجِعُ الْاَمْرُ کُلُّه. اَللّٰهُمَّ لَا اُحْصِی ثَنَاءً عَلَيْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰی نَفْسِکَ. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سیدنا و مولانا مُحَمَّدٍ، وَعَلٰی آلِ سیدنا و مولانا مُحَمَّدٍ، کَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی إِبْرَاهِيمَ، وَعَلٰی آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّکَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلٰی سیدنا و مولانا مُحَمَّدٍ، وَعَلٰی آلِ سیدنا و مولانا مُحَمَّدٍ، کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی إِبْرَاهِيمَ، وَعَلٰی آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّکَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تُنْجِيْنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ الْاَهْوَالِ وَالْاٰفَاتِ، وَ تَقْضِیْ لَنَا بِهَا جَمِيْعَ الْحَاجَاتِ، وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ السَّيِّئَاتِ، وَتَرْفَعُنَا بِهَا عِنْدَکَ اَعْلٰی

الدَّرَجَاتِ، وَتُبَلِّغُنَا بِهَا اَقْصَى الْغَايَاتِ مِنْ جَمِيْعِ الْخَيْرَاتِ فِى الْحَيَاةِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ، اِنَّکَ عَلٰى كُلِّ شَئْیٍ قَدِيْرٌ.

رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ. رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ. وَقِنَا عَذَابَ الْقَبْرِ. وَقِنَا عَذَابَ الْحَشْرِ. وَقِنَا عَذَابَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ. رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا، رَبَّنَا إِنَّکَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ. اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا كُلَّهَا، دِقَّهَا وَجِلَّهَا، سِرَّهَا وَعَلَانِيَتَهَا، ظَاهِرَهَا وَبَاطِنَهَا. اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنَا بِتَرْکِ الْمَعَاصِى اَبَداً مَا اَبْقَيْتَنَا. اللهم حبب إلينا الإيمان وزينه في قلوبنا، وكره إلينا الكفر والفسوق والعصيان. اللّٰهم واجعلنا من الراشدين. يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِکَ. يَا مُصَرِّفَ الْقُلُوبِ صرِّف قلوبنا على طاعتک. اللهم أغننا بالعلم، وزينا بالحلم، وأكرمنا بالتقوىٰ، وجملنا بالعافية. اَللّٰهُمَّ اعْطِ نفوسنا تَقْوَاهَا، وَزَكِّهَا أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا، أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا. اَللّٰهُمَّ

إِنَّکَ عفوٌ تحب العفو، فاعفُ عنا. اَللّٰھُمَّ إِنَّا نسئلک من الخیر کله : عاجله و اٰجله، ما علمنا منه وما لم نعلم، و نعوذبک من الشر کله : عاجله و اٰجله، و ما علمنا منه وما لم نعلم. اَللّٰھُمَّ إِنَّا نسئلک الجنة و ما قرب إِلیها من قول و عمل. و نعوذبک من النار و ما قرب الیها من قول و عمل. اَللّٰھُمَّ اَحسن عاقبتنا فی الاُمور کلها، و اَجرنا من خزی الدنیا و عذاب الآخرة. اَللّٰھُمَّ جنبنا الفواحش ما ظھر منها و ما بطن. اَللّٰھُمَّ لا سھل إِلا ما جعلته سھلاً، و اَنت تجعل الحزن سھلاً إِذا شئت. اَللّٰھُمَّ اغفر لاُمة سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم. اللھم ارحم اُمة سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم. اللھم تجاوز عن اُمة سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم.

اے اللہ! تو ہمارے گناہوں کو معاف فرما۔ ہم گنہ گار ہیں، خطا کار ہیں، قصور وار ہیں۔ ہم نے گناہوں کے ذریعے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ اگر تو نے ہماری مغفرت نہیں فرمائی اور ہم پر رحم نہیں کیا، تو ہم بڑے خسارے اور نقصان میں رہیں گے۔ اے اللہ! تو نے نیکی کے جن کاموں کو کرنے کا ہمیں حکم دیا، ہم ان کو بجا نہیں لائے۔ تو نے گناہوں کے جن کاموں سے ہمیں منع فرمایا، ہم ان سے نہیں رُکے۔

اے اللہ! تیری نعمتوں کا استعمال کر کے ان کا شکر ادا کرنے کے بجائے ان کے ذریعے تیری نافرمانیاں کرتے رہے۔ تیرے دیے ہوئے قُویٰ اور اعضا سے تیرا مقابلہ کرتے رہے۔ اے اللہ! ہمارے اس عظیم جرم کو معاف فرما۔ اے اللہ! ہم گناہوں کے عادی بن چکے ہیں، عافیت کے ساتھ گناہوں کی یہ عادتیں ہم سے چھڑا دے۔ اے اللہ! تو ہماری مغفرت فرما۔ ہمارے ماں باپ کی مغفرت فرما۔ ہمارے اہل وعیال اور اعزہ واقارب، ہمارے اساتذہ ومشائخ، ہمارے دوست واحباب کی مغفرت فرما۔ ہمارے محسنین اور متعلقین کی مغفرت فرما۔ ہم سے جنھوں نے دعاؤں کے لیے کہا ہے یا جو ہم سے دعاؤں کی امید رکھتے ہیں یا جو ہم سے محبت رکھتے ہیں، ان کی مغفرت فرما۔ اے اللہ! ہمارے محلّے والوں اور بستی والوں کی مغفرت فرما۔ تمام مؤمنین اور مؤمنات، تمام مسلمین اور مسلمات کی مغفرت فرما۔ اے اللہ! تو پوری امتِ محمدیہ کی مغفرت فرما۔ اے اللہ! تو ہمارے چھوٹے وبڑے، ظاہر و پوشیدہ، اگلے اور پچھلے، جو جان بوجھ کر کیے اور جو بھول سے ہو گئے' تمام گناہوں کو معاف فرما۔ اے اللہ! ان گناہوں کی سیاہی اور گندگی سے ہمارے دلوں کو پاک اور صاف فرما۔ اے اللہ! گناہوں کی نفرت اور نیکیوں کی رغبت ہمارے دلوں میں بٹھا دے۔ اے اللہ! نفس اور شیطان کی شرارتوں اور ہماری بداعمالیوں سے ہماری حفاظت فرما۔ اے اللہ! حضور اکرم ﷺ کے

طریقوں کی محبت اور غیروں کے طریقوں کی نفرت ہمارے دلوں میں بٹھا دے۔ اے اللہ! تو ہمیں اپنی زندگی کے ہر شعبے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں اور طریقوں کو جاری کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اے اللہ! تو ہماری زندگیوں کو سنت کے انوار سے منوّر فرما۔ اے اللہ! تو ہم کو، ہمارے اہل وعیال کو اور پوری امتِ محمدیہ کو سو فی صد نمازی بنا دے۔ جماعت کے ساتھ نمازوں کا اہتمام ہمیں نصیب فرما۔ اے اللہ! تو ہمیں دنیا سے اس حال میں اٹھا کہ ہمارے دل ایمان کے نور سے منوّر رہوں۔ ہماری زبانوں پر کلمۂ طیبہ جاری ہو۔ آپ ہم سے راضی ہوں۔ آپ کے اور آپ کے بندوں کے حقوق میں سے کوئی حق واجب الادا ہم پر باقی نہ رہ گیا ہو۔

اے اللہ! موت کی سختیوں میں تو ہماری مدد فرما۔ اے اللہ! قبر کے عذاب سے ہماری حفاظت فرما۔ قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے، وہ اگر آسان ہوگئی تو بعد کی منزلیں بھی آسان ہیں۔ اے اللہ! قبر کی منزل کو ہمارے لیے آسان فرما۔ قبر کو ہمارے لیے جنت کے باغات میں سے ایک باغیچہ بنا دے۔ اس کو نور سے بھر دے۔ اس کو کشادہ بنا دے۔ اے اللہ! جو بداعمالیاں قبر کے عذاب کا سبب بنتی ہیں، ان سے ہماری حفاظت فرما۔ اے اللہ! ہمارے مرحومین اور رشتے دار جو دنیا سے جا چکے ہیں، ان کی مغفرت فرما۔ ان کو اپنی رحمتوں اور مغفرتوں سے ڈھانپ لے۔ ان کی قبروں کو نور سے بھر دے۔ عذابِ قبر اور

عذابِ جہنم سے ان کی حفاظت فرما۔ اے اللہ! محشر کی ہولناکیوں سے ہماری حفاظت فرما۔ اے اللہ! اس دن کی رسوائی سے تو ہمیں بچالے۔ اس دن اپنے عرشِ عظیم کا سایہ نصیب فرما۔ اپنے حبیب پاک ﷺ کو ہمارے حق میں شفاعت کی اجازت مرحمت فرما۔ حضور ﷺ کے مبارک ہاتھوں سے حوضِ کوثر کا مبارک جام نصیب فرما۔ ہمارے نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں عطا فرما۔ نیکیوں کے پلڑے کو جُھکا دے۔ پل صراط سے عافیت اور سلامتی سے پار فرما دے۔ جہنم اور اس کے عذاب سے پوری پوری حفاظت فرما کر جنت میں دخولِ اولین نصیب فرما۔

اے اللہ! نیکیوں اور بھلائیوں کو عام فرما۔ بدیوں اور برائیوں کو ختم فرما۔ اے اللہ! تو ہماری عبادات کو درست فرما۔ عقائد کو درست فرما۔ معاملات اور معاشرت کو درست فرما۔ ہمیں اعمالِ صالحہ اور اخلاقِ حمیدہ کے اوپر مداومت اور پابندی نصیب فرما۔ ہمارے گھروں کا ماحول درست فرما۔ جتنے گناہ، برائیاں، رسم ورواج اور بدعتیں گھر کر گئی ہیں، ان کو عافیت کے ساتھ دور فرما۔ ہماری عورتوں کی اصلاح فرما۔ ہمارے مَردوں کی اصلاح فرما۔ ہمارے نوجوانوں کو پورا پورا دین پر لگا دے۔ ان کی قوتوں اور صلاحیتوں کو دین کی خدمت اور سربلندی کے لیے قبول فرما۔ اے اللہ! ہمیں آپسی حقوق کی ادائیگی کی توفیق اور ہمت عطا فرما۔ آپس میں محبت اور جوڑ پیدا فرما۔ آپس کی حق تلفیوں سے ہماری حفاظت فرما۔ اے اللہ!

آپس کی دشمنی اور نفرتوں کو ختم کر کے محبت اور الفت پیدا فرما۔اے اللہ! تمام مسلمانوں کو ایک اور نیک بنا۔اے اللہ! حضور ﷺ کا امتی دنیا میں جہاں کہیں بھی رہتا ہو، اس کے ایمان و اسلام کی، جان و مال اور اہل و عیال کی، اس کی تجارت، زراعت، کاروبار اور ہر چیز کی حفاظت فرما۔ اسلام اور اہلِ اسلام کی سربلندی کی صورتیں پیدا فرما۔ دنیا میں جہاں کہیں بھی مسلمانوں پر ظلم توڑے جا رہے ہیں، وہاں مسلمانوں کی بھرپور مدد فرما۔ مظلوم کی حمایت فرما۔ ظالم کے ہاتھوں کو ظلم سے روک دے۔ دنیا میں امن و امان قائم فرما۔ ظلم و زیادتی کو ختم فرما۔ ایمان اور ہدایت کی ہوائیں چلا دے۔ تمام انسانوں کو ہدایت سے نواز دے۔ غیر مسلموں کو ایمان اور اسلام سے قریب فرما۔ ان تک ایمان و اسلام کی صحیح دعوت پہنچانے کی ہمیں توفیق عطا فرما۔ اس کو اپنا مقصدِ زندگی بنانے کی ہمیں توفیق عطا فرما۔ اے اللہ! تمام مدارسِ عربیہ، مکاتبِ قرآنیہ، مراکزِ دینیہ و تبلیغیہ کی حفاظت فرما۔ ان کے کام کرنے والوں کی حفاظت فرما۔ ان کو ہمت اور حوصلہ عطا فرما۔ اخلاص اور استقامت عطا فرما۔ ہر قسم کے شرور اور فتنوں سے ان کی حفاظت فرما۔ تمام مساجد کی حفاظت فرما۔ مقابر کی حفاظت فرما۔ خانقاہوں کی حفاظت فرما۔ دین اور دین کے تمام شعائر کی حفاظت فرما۔ حرمین شریفین کی حفاظت فرما۔ اسلام دشمن طاقتوں کی طرف سے شعائرِ اسلام کی پامالی کے لیے جتنی سازشیں اور تدبیریں کی جا رہی

ہیں ان کو نا کام فرما۔ اے اللہ! احیائے اسلام کے لیے جو کوششیں کی جارہی ہیں ان کو کامیاب بنا۔ ان میں قوت پیدا فرما۔ ان کوشش کرنے والوں کی حفاظت فرما۔ ان کو مخلص ساتھی عطا فرما۔ منافقوں سے ان کی حفاظت فرما۔

اے اللہ! رمضان کا یہ مبارک مہینہ آپ نے محض اپنے فضل سے ہمیں عطا فرمایا۔ اے اللہ! تو ہی اس کی صحیح قدردانی کی ہمیں توفیق عطا فرما۔ اے اللہ! اس ماہِ مبارک کے ایک ایک لمحے اور ایک ایک گھڑی کی وصول یابی کی ہمیں توفیق عطا فرما۔ اے اللہ! اس مہینے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جس طرح وصول فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کو وصول کرنے کا جو طریقہ ہمیں بتلایا، اے اللہ! اس طریقے کے مطابق ہمیں اس مہینے کو وصول کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اے اللہ! صحابہ اور تابعین اور تیرے مقبول اور نیک بندوں نے جس طرح اس مبارک مہینے کو وصول کیا، اس طرح وصول کرنے کی ہمیں توفیق عطا فرما۔ اے اللہ! تو ہمیں روزوں اور تراویح اور تلاوت اور ذکر و تسبیح اور نوافل اور دعاؤں کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اے اللہ! ان اعمال کو پوری رغبت اور ہمت اور شوق سے انجام دینے کی ہمیں توفیق عطا فرما۔ اے اللہ! رمضان کی حقیقی برکتوں اور رحمتوں سے ہمیں خوب خوب حصہ عطا فرما۔ اے اللہ! تو ہمیں لیلۃ القدر عطا فرما۔ لیلۃ القدر کی دعائیں، تلاوت، ذکر، نماز، عبادت عطا فرما۔ اے اللہ! اس کو ہماری غفلت کی نذر ہو جانے

سے بچا۔ اے اللہ! تو اس ماہِ مبارک میں ہر قسم کے گناہ، نافرمانی اور غفلت سے ہماری حفاظت فرما۔

(پہلا عشرہ ختم ہونے کے قریب ہو تو یوں دعا مانگیں)

اے اللہ! ماہِ مبارک کا رحمت کا عشرہ ختم ہونے والا ہے۔ ہم نے اس میں کوئی عمل ایسا نہیں کیا جو ہمیں تیری رحمت کا حق دار بنانے والا ہو۔ اے اللہ! اپنے ان بندوں کے طفیل جنھوں نے اپنے اعمال سے تجھے راضی کیا، ہمیں بھی نواز دے۔ اے اللہ! تو جن پر اپنی رحمت برسائے، ہمیں بھی ان کے ساتھ شامل فرمالے۔ اے اللہ! تو ہمیں محروم نہ فرما۔ اے اللہ! تو بلا استحقاق ہمیں عطا فرما۔

(دوسرا عشرہ ختم ہونے کے قریب ہو تو یوں دعا مانگیں)

اے اللہ! ماہِ مبارک کا مغفرت کا یہ عشرہ ختم ہونے والا ہے، ہم نے اس میں کوئی عمل ایسا نہیں کیا جو ہمیں تیری مغفرت کا حق دار بناتا ہو۔ اے اللہ! تو محض اپنے فضل سے ہمیں اپنی مغفرت سے نواز دے۔ اے اللہ! تو ہماری، ہمارے اہل وعیال، تمام متعلقین، پوری امتِ محمدیہ کی مغفرت فرما۔

(آخری عشرے میں یوں دعا مانگیں)

اے اللہ! اس عشرے میں آپ بے شمار مخلوق کو جہنم سے خلاصی عطا

فرمائیں گے۔اے اللہ! ہمیں بھی ان میں شامل فرما۔اے اللہ! یہ جہنم سے آزادی کاعشرہ ہے، ہمارے لیے اور پوری امت کے لیے جہنم سے آزادی کا فیصلہ فرما۔ اے اللہ! ہم نے اپنے گناہوں سے اپنے آپ کو جہنم کا حق دار بنا دیا ہے۔اے اللہ! تو محض اپنے فضل سے ہمیں جہنم سے نجات عطا فرما۔الٰہی ہم میں جہنم کا عذاب سہنے کی بالکل طاقت نہیں ہے، اگر تو نے جہنم میں ڈال دیا تو کوئی بچانے والا نہیں، اے اللہ! ماہِ مبارک کے اس عشرے کے صدقے تو ہمیں جہنم سے آزاد فرما۔

(آخری دنوں میں یوں دعا مانگیں)

اے اللہ! رمضان کا یہ مبارک مہینہ ختم ہونے والا ہے۔ہم نے اس کی جیسی قدردانی کرنی چاہیے تھی، نہیں کی۔اس کو جس طرح وصول کرنا چاہیے تھا نہیں کیا۔اے اللہ! تو ہمارے اس جرمِ عظیم کو معاف فرما۔اے اللہ! تیری توفیق اور عنایت سے جتنے بھی ٹوٹے پھوٹے اعمال ہم نے کیے، تو ان کو محض اپنے فضل سے قبول فرما۔اے اللہ! ہم گنہ گار ہیں، ناقص ہیں۔جیسے ہم ناقص ہیں، ہمارے یہ اعمال بھی ناقص ہیں۔اے اللہ! تو تو نقطہ نواز ہے، جب تو اپنے مقبول بندوں کو ان کے نیک اعمال کا بدلہ دے گا، ان کے صدقے میں ہمیں بھی نواز دے۔ہمیں محروم نہ فرما۔اے اللہ! اس ماہِ مبارک کو ہمارے لیے تقویٰ حاصل ہونے کا ذریعہ بنا۔ اس کے ذریعے ہماری زندگیوں میں خوش گوار تبدیلی پیدا فرما۔ہمیں گناہوں سے

نیکیوں کی طرف، معاصی سے طاعت کی طرف لے جا۔ نافرمانی والی زندگی سے نکال کرفرماں برداری والی زندگی میں لے چل۔

اے اللہ! تو ہماری اولاد کو نیک، صالح اور فرماں بردار بنا۔ ان کو ہماری آنکھوں کا نور اور دل کا سرور بنا۔ اے اللہ! اولاد کی تربیت کے سلسلے میں ہماری جو ذمے داریاں ہیں، ان کو انجام دینے کی ہمیں توفیق عطا فرما۔ ان کو عقائدِ حقہ، علومِ نافعہ، اعمالِ صالحہ، اخلاقِ حمیدہ سے مالا مال فرما۔ ان کو تمام گناہوں سے، برے اخلاق اور عادات سے، برے اقوال سے، بری صحبتوں سے بچائے رکھ۔ اے اللہ! تو اپنی شانِ ربوبیت سے ان کی تربیت فرما۔ اے اللہ! ہمارے ماں باپ اور اساتذہ و مشائخ اور ہمارے مربیوں نے ہماری تعلیم و تربیت میں جو تکلیفیں اٹھائیں، اس کا بہترین بدلہ ان کو عطا فرما۔ ان کے درجات بلند فرما۔ ان میں جو موجود ہیں ان کی صحت، قوت، عافیت میں برکت عطا فرما۔ جو وفات پا چکے ہیں ان کی مغفرت فرما۔ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرما۔

اے اللہ! آپ حضور سرورِ کائنات کو ہماری اور پوری امت کی طرف سے وہ بہترین بدلہ عطا فرمایئے جو آپ رسول کو اس کی امت کی طرف سے عطا فرماتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم، خصوصاً خلفاءِ راشدین، محدثین، ائمۂ مجتہدین، مفسرین، بزرگانِ دین، تمام اسلافِ کرام کو ہماری طرف سے بہترین بدلہ عطا

فرما۔اے اللہ! جس طرح انھوں نے دین کے لیے قربانیاں دیں اور ہم تک دین پہنچایا، ہمیں بھی دین کے لیے قربانیاں دے کر اگلی نسلوں تک دین کو آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرما۔اے اللہ! ہم پر دینی، دنیوی، معاشرتی حیثیت سے جو ذمے داریاں عائد ہوتی ہیں، ان تمام کو پورا پورا ادا کرنے کی توفیق عطا فرما۔اے اللہ! ہمیں اپنے فرائضِ منصبی کی ادائیگی میں ہر طرح کی کوتاہی اور خیانت سے محفوظ رکھ اور پوری امانت و دیانت کے ساتھ ان کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرما۔اے اللہ! دنیا کی، مال کی، جاہ کی محبت عافیت کے ساتھ ہمارے دلوں سے نکال دے۔ آخرت کی فکر عطا فرما۔ ہماری تمام ضرورتوں کی اپنے خزانۂ غیب سے کفالت فرما۔ ہمیں کسی کا محتاج اور دست نگر نہ بنا۔ہمیں حلال اور وسیع روزی عطا فرما۔ ہماری تمام معاشی مشکلات کو دور فرما۔اے اللہ! حرام سے ہماری مکمل حفاظت فرما۔اے اللہ! تو آسمان سے برسنے والی بارش کی طرح ہمیں روزی عطا فرما۔ ہمارے تاجروں کی تجارت میں، صنعت کاروں کی صنعت میں، کسانوں کی زراعت میں، ملازمت پیشہ لوگوں کی ملازمت میں برکت عطا فرما۔اے اللہ! ہمارے مقروضوں کے قرضوں کی ادائیگی کا اپنے خزانۂ غیب سے سامان پیدا فرما۔ ہمارے بیماروں کو صحتِ کاملہ، مستمرہ عطا فرما۔ پریشان حالوں کی پریشانی دور فرما۔اے اللہ! جن کی اولاد نکاح کی عمر کو پہنچ چکی ہیں، ان کو صالح جوڑ نصیب فرما کر عافیت کے ساتھ ان

کے نکاح کا سامان مہیا فرما۔ اے اللہ! جو حضرات مالی تنگی کی وجہ سے اپنا یا اولاد کا نکاح کرانے سے قاصر ہیں، ان کی مشکل دور فرما۔ جن کے نکاح ہو چکے ہیں، لیکن نکاح والی زندگی کی حقیقی خوشیوں سے محروم ہیں، ان کو حقیقی خوشیوں سے نواز دے۔ جو اولاد سے محروم ہیں ان کو صالح اولاد عطا فرما۔ جن کی اولاد نافرمان ہے ان کی اولاد کو نیک اور فرماں بردار بنا۔ جن کو نرینہ اولاد نہیں ہے، ان کو نرینہ، صالح اولاد سے نواز دے۔ جن پر جھوٹے مقدمات چل رہے ہیں ان کو جلد بری فرما۔ جو جیل میں ہیں ان کو بہ عافیت جلد رہائی نصیب فرما۔ جن کو رہنے کے لیے مکان کی ضرورت ہے، اے اللہ! ان کو عافیت کے ساتھ کشادہ مکان نصیب فرما۔

اے اللہ! تو ہم سب کو روحانی امراض سے پورے طور پر شفا عطا فرما۔ اخلاقِ رذیلہ سے نجات دے دے۔ اے اللہ! ہماری تمام دینی و دنیوی حاجتیں پوری فرما۔ اے اللہ! تو بھرپور خزانوں کا مالک ہے اور بے حساب دینے والا ہے۔ ہم محتاج ہیں، تیرے سامنے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں۔ تیرے حبیب ﷺ نے ہمیں خوش خبری دی ہے کہ بندہ جب تیرے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے تو اس کو خالی ہاتھ لوٹاتے ہوئے تجھے شرم آتی ہے۔ اے اللہ! ہم امیدیں لے کر تیری بارگاہ میں آئے ہیں، تو ہمیں محروم نہ لوٹا۔ اے اللہ! آج تک تجھ سے مانگ کر محروم نہیں ہوئے، اب بھی اور آیندہ بھی محروم نہ فرما۔ اے اللہ! حبیبِ پاک ﷺ نے جتنی

بھلائیاں تجھ سے مانگیں، وہ سب ہم کو عطا فرما اور حبیبِ پاک ﷺ نے جتنی برائیوں سے تیری پناہ چاہی، ان تمام سے ہماری حفاظت فرما۔

اے اللہ! جو کچھ ہمیں مانگنا چاہیے تھا اور نہیں مانگ سکے، وہ سب ہمیں عطا فرما۔ اے اللہ! جن برائیوں سے ہمیں پناہ چاہنی چاہیے تھی اور ہم ان سے پناہ نہیں چاہ سکے، ان تمام سے ہمیں پناہ نصیب فرما۔ اے اللہ! ہماری تمام دعاؤں کو اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقے اور طفیل میں قبول فرما۔

❑❖❑